

ان تصدقوا اللہ ما یصلحکم
وہم یصلحکم اللہ

مجلس تدریس خیر الانصار
ادارہ عالیہ محمدیہ عسکریہ
پندرہ تھریڈ

ان تصدقوا اللہ ما یصلحکم
وہم یصلحکم اللہ

اغراض و مقاصد
۱۔ صحیح اسلامی اصولوں کے
مختصر و جامع بیان
۲۔ تبلیغ و اشاعت و تحفظ اسلام
۳۔ ایجاد اشاعت علوم دینیہ
۴۔ ترویج دارالعلوم عربیہ
۵۔ اصلاح رسوم و باجتماع
شرعیات اسلامیہ

مسلم الاسلام

شرح چندہ
معاونین سے
عوام سے
برادریوں سے
تاریخ اشاعت
ہر تہذیبی ماہ کی یکم و اکتوبر
پنجاب سے شائع ہوتا ہے
قیمت ۱۰ روپے

محمدیہ
ظہور احمد بکوی

جلد اول بمبئی پنجاب بہ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۹ء نمبر ۱۳

خلفائے اربعہ

از جناب ابراہیم بن عثمان احمد صاحب مسلم مدنی انجمن
زمرہ نطق کہاں، مدحت اصحاب کہاں ریزہ رنگ کہاں جلوۂ نایاب کہاں
نزدہ خاک کہاں گوہر خوش آب کہاں شعلہ شمع کہاں بلوۂ متاب کہاں
مدح خوان خلفائے شہ آفاق ہوں میں
چھوٹا منہ اور بڑی بات کامدنی ہوں میں
تاب شیرینی گفتار کہاں سے لاؤں رنگ نیکی افکار کہاں سے لاؤں
وہ زبان ہو جو گہر بار کہاں سے لاؤں یعنی چلتی ہوئی تلوار کہاں سے لاؤں
میں کہاں اور کہاں طرز بیان احمد
دیکھ کو ان کے ہے درکار زبان احمد
دیر میں پرچم اسلام اڑانے والے بشرک و بدعت سے زمانے کو بچانوالے
غلبہ شورش تخلیق مٹانے والے لغو و بربط توحید سنانے والے
سرطوت کفر کا بازار سے گھنٹہ ان سے
نکڑ گیا دیر میں اسلام کا جھنڈا ان سے
کان ایقان وحدانیت کے ہیں جو چاروں چرخ ایمان و عدالت کے ہیں اختر چاروں
وادی علم و مروت کے ہیں جو چاروں تلامذہ علم و شجاعت کے ہیں گوہر چاروں
گرم سے دین کا بازار انہیں چاروں سے
شان احمد سے نمودار انہیں چاروں سے
ہیں یہ اخلاق محمدی کی مجسم تصویر ہیں یہ قرآن کے احکام کی زندہ تصویر
صاحب دلی مگر مالک و سیر و سرور فقیر ہیں ان کا عدل اور نہ امارت میں نظیر
دل کے ہیں شاہ مگر شعلہ فقر و نیاز ہے
اس فیکری پہ فدا شوکت شامانہ ہے
نخسل دانش و حکمت کے منقر چاروں مجلس نظم و سیاست کے مدبر چاروں

مژدہ غلبہ و نصرت کے پیشتر چاروں نکتہ راخلافت کے مبصر چاروں
سرنگوں کو شگ الجادے دائم ان سے
قصر اسلام کی بنیاد سے قائم ان سے
صاحب فہم و ذکا کامل عقل و حکمت تادی راہ خدا رہبر دین فطرت
جو سرکان عطائیر برج حشمت گوہر سخا اختر پیر جرج رفعت
عالمی دین میں ماحی کفر و الحاد
قلم شامی ستم نامع بیج بے داد
مرحبا مرتبہ حضرت بوکر عتیق افضل نوع البشر مدنی بالتحقیق
عزم میں کوہ مگر قلب کے حد درجہ دقیق حضرت احمد مدنی کے بہر حال رفیق
سارے یاروں سے ہے انداز بیاری کا
پار آج بھی شاہد ہے وفاداری کا
حق نے باندھی وہ زمانے میں مولے فاروق سرطوت الگ کیا دنیا میں لوگے فاروق
حق کی آواز ہے لاریب صدائے فاروق رائے قرآن سے ملتی ہوئی رائے فاروق
طرز گفتار جو شیریں ہو تو آواز کھرت
نرم رستم سے کہیں اور کہیں فولاد کھرت
مرحبا مرتبہ جاہ و جلال عثمانی نشر قرآن سے جویدا سے کہاں عثمان
کب کئی شرم و جیا میں جو مثال عثمان نور احمد سے منور ہے جہاں عثمان
مال دنیا سے غنی دولت دین سے دلشاد
حضرت احمد مختار کے ہیں یہ داماد
بھر عرفان کے ہیں اک گوہر نایاب علی بن
محکم علم کے ہیں اک گل شاداب علی بن
واہ دروازہ خیر کو اکھاڑا کیسا
زرم میں مرجب و عنتر کو چھپاڑا کیسا (اختیار)

ملاحضات

دارالعلوم عزیز گاہ کا افتتاح
تعلیمات کے بعد اشرف المکرم کو گاہ کا جمیع طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے دارالافتاء سے پہلے جامع مسجد بھیرہ میں پہنچ جائیں مولانا حبیب الدین صاحب ایک ماہ کی رخصت پر ہیں۔ مولانا عبدالرحمن صاحب میانوی بھیرہ میں تھیں۔ اور روزانہ دروازہ چک والہ کی مسجد میں درس قرآن دیتے ہیں۔ مولانا امیر شاہ صاحب نے اس ماہ میں امیر حزب الانصار کی شناخت میں وار پڑیں۔ لاہور۔ جالندھر اور دہلی کا تبلیغی سفر اختیار کیا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے مجتہد الوداع لنگر خانہ و مصلح جنگ میں پڑھایا۔ اور وہاں آپ کی تقریر بنیاد کامیاب رہی۔

دار پرنس ۲۷ اکتوبر صبح بروز جمعہ وار پرنس کی عید گاہ میں شاندار اسلامی اجتماع ہوا۔ نماز جمعہ سے پہلے امیر حزب الانصار کی بصیرت افزا تقریر ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد مولانا امیر شاہ صاحب کا وعظ ہوا۔ مسلمانان علاقہ ان کی تشریف آوری اور موافقت حسنہ سے بے حد محفوظ ہوئے۔ اس جگہ ایک مدرسہ عربیہ ایک سال سے قائم ہے۔ حاجی نور احمد صاحب باقی مدرسہ نے مدرسہ کا نظم و نسق و انتظام مجلس مرکزی حزب الانصار کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ مدرسہ مذکور کی نگرانی و انتظام کا مسئلہ ابھی تک مجلس مرکزی حزب الانصار کے زیر غور ہے۔

دہلی۔ ۳ نومبر شاہ جہان بادشاہ کی تعمیر کردہ عظیم الشان جامع مسجد حبیبہ کے دن نمازیوں سے بھر پور تھی۔ رمضان المبارک کے ایام میں دہلی کی جامع مسجد حبیبہ کو نمازیوں سے بھر جاتی ہے مولانا ظہور احمد صاحب بگوسی امیر حزب الانصار کی تقریر کا اعلان مکتب سے کیا گیا۔ بعد نماز جمعہ مولانا ممدوح کی تقریر ہوئی۔ جس میں خاکساری فتنہ کی حقیقت واضح کی گئی۔ تقریر ایسی دلنشین اور موثر ثابت ہوئی۔ کہ حاضرین بے حد محفوظ ہوئے مسلمانان دہلی کے اصرار پر مولانا نے ماہ شوال کے آخری ہفتہ میں دوبارہ دہلی تشریف لانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

دہلی میں ”فیض محمدی“ کے قیام کی امید پیدا ہو گئی ہے معاذین اور ہمدون کی ایک جماعت پیدا ہو چکی ہے۔

شمس الاسلام کا دور جدید اور ہمارے معاونین

ہم چاہتی رہی ہیں کہ شمس الاسلام اس جگہ زیادہ مقبول و مقبول ہو جائے آئندہ کے لئے زیادہ پر سے روئے فرمایا کریں، اس دفعہ حق الخیریت جو کہ ایچٹ کو ملا کر دے گا۔ مناسب

ذمہ داری سے نبھیں گے (بشریہ احکامات اخبارات)
کلکتہ ہر نومبر
نیم نومبر کا پرچہ نہایت عمدہ ہے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب کی نظم بہت عمدہ ہے۔ اردو نظمیں بھی شائع فرمایا کریں تاکہ عوام سمجھ سکیں۔ جریدہ کا پندرہ روزہ رہنا ضروری جو سائز بھی ٹھیک ہے خاکسارین کا نقطہ سب سے زیادہ وہی کا محتاج ہے کچھ خبروں کا خلاصہ بھی ہونا چاہئے۔ فوج تحری کے سپاہیوں کو اپنے ماتحتین تو مار رکھتی چاہئے۔ صوبہ پنجاب میں تلوار کی اجازت ہے (محمد صادق)
ہنگو مصلح کوٹ (خانزادہ غلام احمد خان صاحب منگش تحریقر فرماتے ہیں۔

”جریدہ کے پندرہ روزہ ہونے کی رحمت بخش خبر سے مسرت حاصل ہوئی۔ خاکساریت کے خلاف کافی لڑچکر شائع ہو چکا ہے اس لئے آپ اپنے جریدہ کو خاکساریت کے ٹکڑے وقف نہ کریں۔ سائز وہی ساقی رہنا چاہئے۔ تاکہ جلد کرانے میں آسانی ہو۔“

رحیم یار خان ریاست بہاول پور سے مولوی منظور احمد صاحب مصلح اسلام تحریقر فرماتے ہیں۔

”جریدہ کو پندرہ روزہ کرنے پر میری طرف سے ہدیہ تبریک قبول فرمائیے۔ موجودہ سائز اور سرورق، اوکناہت وغیرہ عمدہ ہے۔ کاغذ کسی قدر اچھا ہونا چاہئے۔“

انگہ راضی شاہ پور سے پیرزادہ محمد شفیع صاحب تحریقر فرماتے ہیں ”بہت سے لوگوں نے اخباری صورت میں جریدہ کو محبت کی نظر سے دیکھا۔ منتظر دارگاہ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ خاکساریت کی ہر جریدہ میں پرے پرے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ فتح جنگ۔ سید محمد صابر شاہ صاحب تحریقر فرماتے ہیں۔ ”جریدہ کا پندرہ روزہ ہونا زیادہ مفید ہے۔ مگر سائز وہی رہنا یعنی نصف رہے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ خاکساریت کی تردید اس زمانہ میں سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ملکی وغیرہ ملکی خبروں کا خلاصہ ضرور درج فرمایا کریں۔“

جہلم محمد رمضان صاحب تحریقر فرماتے ہیں ”جریدہ پہلے سائز پر رہتا تو زیادہ بہتر تھا۔ اس پر تبدیلی مشکل معلوم ہوتی ہے۔“

اورنگ آباد (دکن) محمد حمید صاحب ٹھیکہ دار اپنے ایک گرامی نامہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”جریدہ شمس الاسلام کے ذریعہ سب اہل سنت والجماعت

کی آپ جو خدمت کر رہے ہیں۔ اسکی نظیر اس زمانہ میں ملتی مشکل ہے میں آپ کو بیحد قلب ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ جریدہ کا موجودہ سائز اور اخباری صورت زیادہ دلچسپ و مقرب اور پسندیدہ ہے سابقہ تقیض جو عام طور پر ہاں ہوا کچھ مخصوص ہے مگر مناسب نہیں تقیضات طبقہ مذہبی رسائل کا مطالعہ کرنا پسند نہیں کرتا مگر اخبارات کا مطالعہ کرنا ان کے فیشن میں داخل ہے شمس الاسلام اگر اخباری شکل میں جاری رہے تو ایسا طبقہ بھی اس سے محروم نہ رہے گا۔ اخبار سمجھ کر پڑھنا شروع کر دیں گے اور اس طرح آپ کا تبلیغی مقصد پورا ہو سکے گا۔“

کروڑ پکا۔ حبیب احمد و غلام احمد طالب علمان مدرسہ لغانیہ نے موضع موجودہ الی میں بعد نماز جمعہ تقریریں کیں۔ اور حزب الانصار کروڑ پکا کی اعانت و رکنیت کیلئے اپیل کی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ جمعہ کو کروڑ پکا کی جامع مسجد میں حزب الانصار کروڑ کی سرپرستی میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں ناظم صاحب کے علاوہ طلباء مدرسہ کی تقریریں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مدرسہ لغانیہ کی تعلیمی حالت بفضلہ تعالیٰ عمدہ ہے۔

(ناظم حزب الانصار کروڑ پکا مصلح ملتان)

خاکسار تحریک کی فتنہ

بالاکوٹ (ضلع سوات) ہر نومبر اس جگہ خاکساریت رو بہ منزل ہے بالاکوٹ کے قاضی صاحب خاکساریت سے نااہل ہو گئے ہیں مگر ابھی تک ان کا مقابلہ جاری ہے۔ انہیں حجاز سے نکال دیا گیا۔ ملا محمد اسراریل جسے خاکساری آئین ”الاصلاح“ شیخ الحدیث لکھا کرتا ہے خاکساریت کی حمایت کے جرم میں مدرسے سے معزول کیا گیا ہے۔ علاقہ سوات کے خواتین پر اس فتنہ کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو رہی ہے۔ فاطمہ لعل علی ذلک

انگہ راضی شاہ پور، یہاں کے ایک خاکسار صاحب قرآن مجید کے ختم کو گناہ کبیرہ قرار دیتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی ختم میں شامل ہو گئے پیرزادہ محمد شفیع صاحب نے انہیں ختم میں شامل ہونے سے منع دیکھ لیا۔ اور ان سے ختم میں شمولیت کی وجہ دریافت کی جو انہں میں خاکساری انداز سے کہنے لگے۔ کچھ سے قصور ہوا۔ میں عدا گناہ کا مرتکب ہوا۔ بعد میں توبہ کرنا چکا (زمانہ غلط)

دہلی ۳ نومبر اس جگہ مشرقی صاحب کے چیلوں کا جنرل کمپ کئی دنوں سے لگا ہوا ہے۔ خاکساروں میں روزہ و نماز کی پابندی مفقود ہے۔ پہرہ پر کھڑے ہوئے خاکسار بے تکلف سگریٹ پیتے رہتے ہیں۔

شمس الاسلام

بھیرہ - ۱۶ نومبر ۱۹۳۹ء

مسلم لیگ اور خاکسار خداوندان لیگ کی خدمت میں مؤبانہ گزارش

(قسط دوم)

ایک بنو اور نیک بنو آج تک اتحاد و تنظیم کیلئے اکابر قوم کی مساعی برآورد نہیں ہوئیں اس سے ظاہر ہے کہ اتحاد و تنظیم کے علمبرداروں کا طرز عمل صحیح نہیں رہا۔ اس لئے ہمیں آج نئے سرے سے قرآن عظیم کی روشنی میں اتحاد و تنظیم کے ذرائع پر غور کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے یہ امر ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ سر اتحاد اور تنظیم کو ہم مستحق قرار نہیں دے سکتے۔ اتحاد و تنظیم کے نام پر افتراق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ ریزنوں اور چوروں کی جماعتیں بھی تیار ہو سکتی ہیں۔ مذہب و اہل مذہب سے جنگ بھی کی جا سکتی ہے۔ بہر حال اتحاد ایک ایسی طاقت ہے جسے سرچائز و ناجائز غرض کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اتمام الاعداء بالذیقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم صرف اس دعوت اتحاد پر لبیک کہہ سکتے ہیں جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ جو دین کی سر بلندی اور ملت کے احیاء کے لئے ہو۔ ہر وہ دعوت جو ہمیں دین سے دور کر دے، اسلمہ صحابین کے مسلک سے بیزار کر دے۔ اسلام کے اصولوں کی پیروی سے محروم کر دے۔ قلب مومن کو دینی غیرت کے جذبہ سے خالی کر دے۔ اس کو ہم ٹھکرا دینے پر مجبور ہیں۔ ہمارا سرسبی عمل اللہ کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم اگر ایک ہو سکتے ہیں تو صرف اسلئے تاکہ اسلام کے پرچم کو بلند رکھ سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو انصاف سے عالم میں پہنچا سکیں۔ مگر ایک ہونے کیلئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ و اخلاص پر ہو۔ آج دنیا میں "ایک بنو اور نیک بنو" کی صدا میں لگائی جا رہی ہے مگر کیا ایسی صدا نکالنے والوں کے مقاصد فراموشی فی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ جو لوگ آج ہمیں نیرابازوں خاکساروں اور بچدین امت کے ساتھ غیر مشروط اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں۔

کیا انہیں قرآن مجید کے اس ارشاد کا علم نہیں کہ قلب مومن میں محاذ اسلام کی محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔
لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ وَأَبْنَاؤَهُمْ وَآخِوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا سَرُّهُمُ اللَّهُ عَنَّا وَعَنْهُمُ

نہیں ہیں ان میں ہمیشہ میں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

جو لوگ اسلام سے روگردانی اختیار کر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ مودت کے تعلقات سے ہمیں منع کر دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا
عَدُوِّي وَعَدُوِّي وَكَدَّ أَوْلِيَائِهِمْ
تَلْقَوْنَ فِيهِمْ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَأُولَئِكَ
سُوءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اللہ تعالیٰ نے انہیں خبریں پہنچانے اور دوستی سے حالانکہ وہ منکر میں اس حق کے الحاق پر سرور متغیہ پیدائے اور منافقین کے ساتھ نرمی و مدارات سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاجْلُظْ عَلَيْهِمْ
اے نبی! جہاد فرماؤ کافروں اور

سورۃ توبہ ۱۰۱ پٹا | اور منافقین پر اور ان پر سختی کرو۔
کفار و مرتدین اور اسلام کے بائینوں سے بعض حالات میں مدارات کی اجازت تو دی گئی ہے۔ مگر دینی امور میں مدارات سے کام لینا کسی طرح جائز نہیں۔ مدارات اور مدارات کے فرق کو سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ آج جو لوگ مدارات فی الدین سے کام لیکر امت مسلمہ کو مذہبی فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں انہیں قرآن مجید کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے۔

وَذُو الْقَرْبَىٰ هُنَّ ذُنُوبُهُنَّ تَوَدُّهُنَّ أَزْوَاجَهُنَّ
سورۃ قلم پٹ ۱۷ اول کسی طرح تم نرمی کرو۔

ہمارے سیاسی زعماء سنیوں کو مدارات کا درس دے رہے ہیں۔ انہیں اپنی جماعتی تنظیم سے غافل کر رہے ہیں۔ مگر فرقہ باطلہ کو محاذانہ سرگرمیوں سے روکنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود ایک بنو کا نعرہ لگا کر اتحاد و تنظیم کے خوشنما و جاذب قلوب الفاظ کے طلسم میں بھینسا کر سادہ لوح سنیوں کو غیر مسلح کر کے بھڑوں کے آگے ڈال رہے ہیں۔ چوہے کو بی کی طرف سے اتحاد کی دعوت دی جا رہی ہے قلب مومن سے دینی غیرت کی رگ قطع کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح سنی بھائی سیاسی لیڈروں کی غمبارانہ حکمت عملیوں سے ناواقف ہیں۔ اس لئے آسانی سے ان کے دام فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر اتحاد و تنظیم کیلئے کسی شرط اور مقصد کی ضرورت نہیں اور بغیر کسی نصب العین کے دعوت اتحاد پر لبیک کہنا ضروری ہے۔ تو آج ملک میں ہر قسم کی صدا میں اتحاد کے لئے بلند ہو رہی ہیں۔ ایک طرف سے آواز بلند ہوتی ہے۔ فرقہ بندی چھوڑ دو اٹھو خدا کا نام لو کوئی کہتا ہے سنی و شیعہ کلاما شرک ہے۔ کسی طرف سے صد بلند ہوتی ہے۔

امت نو مند و مسلمان مت خدا کا نام لو
نوع انسان کو غلامی سے چھڑا کر کام لو
الغرض بھات بھانت کی بولیاں بولی جا رہی ہیں۔ اتحاد و تنظیم کی آوازیں ہر فرقہ اپنی ترقی کے لئے گوشاں ہے۔ روس کے بالشویک بھی عالمگیر اخوت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے سوشلسٹ بھی مذہب کو تباہ کر کے ایک نئی قومیت مستعدہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ واردات تعلیمی سکیم بنانے والوں کا مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہبی جذبہ سے نا آشنا سیاسی لیڈر مسلمانوں کو مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ مذہبی غیرت و حمیت کو مالائے طاق رکھ کر غیر مشروط طور پر ایک ہو جاؤ۔ جس طرح کانگریسی اور سوشلسٹ مندوستان میں ایک ایسی متحدہ قومیت کی تشکیل چاہتے ہیں جس کا تعلق مذہب سے نہ ہو۔ لوگ اپنے مذہب کو ترک کر کے ایک ہو جائیں۔ اپنے مذہبی امتیازات کلچر و تمدن کو فراموش کر دیں۔

تاریخ و عاں

عہد نادر کی کارہی واقعہ

سنی شیعہ اختلافات ختم کرنے کی مساعی جمیلہ

(از جناب حافظ محمد اسلم صاحب جیرا جیوری)
بیسلسلہ اشاعت گزشتہ

بالکل خلاف ہے سب سے پہلے سناؤں گا۔ مگر جو نبی کریم
نبیہ چکا۔ اعتماد الدولہ کھڑا ہوا۔ اور اس نے ادب سے
دونوں ہاتھ سینے پر رکھے۔ اور میری طرف جھکتا ہوا مرحبا کر
اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں سمجھ گیا کہ ایرانیوں کا تعظیمی دستور
یہی ہے۔ لہذا اب اس کی طرف سے کوئی شکایت مجھے
نہیں رہی۔

اعتماد الدولہ دراز قامت، سفید رو، اور شاہ چشم ہے۔
ڈاڑھی پر خن اور رسم کا خضاب ہے۔ عاقل نرم خواہ و خلیل ہے۔
جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو حکم آیا۔ کہ میں ملا باشی
(درباری علامہ ملا علی اکبر) سے ملوں۔ میں سواریا۔ میزبانوں کی
جماعت رفاقت میں تھی۔ راستہ میں ایک شخص افغانی لباس میں
ہوا۔ اس نے سلام کیا میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ بولا کہ
ملا حمزہ افغانستان کا مفتی۔ میں نے کہا کہ شاہ نے مجھ کو مکمل
مطلق بنایا ہے کہ ایرانیوں سے ہر قسم کے مکفرات اتحادوں
تم چونکہ سنی ہو۔ اس لئے میں تم سے امید رکھتا ہوں۔ کہ اگر وہ
کوئی فعل اس قسم کا کرتے ہوں جو منجر بہ کفر ہو۔ اور مجھ سے اس
کو چھپائیں تو مجھے مطلع کر دینا۔ کیونکہ میں ان کے حالات و عقائد
اور عبادات سے اس قدر واقف نہیں ہوں جتنے کہ تم لوگ ہو
ملا حمزہ نے کہا کہ آپ شاہ کی باتوں سے دھوکے میں نہ
آجائیں۔ حقیقت اس نے آپ کو ملا باشی کے پاس اس غرض
سے بھیجا ہے۔ کہ وہ مناظرہ کرے۔ ایران کے تمام علماء اس کا
ساتھ دیئے۔ لہذا آپ ہوشیار ہیں میں نے کہا کہ مجھے محبت
کا زیادہ خطرہ نہیں ہے صرف ڈر یہ ہے کہ وہ نالغائی نہ کریں
یا جو کچھ مجلس مناظرہ میں میں کہوں۔ اس کے خلاف شاہ سے جا
کر بیان کریں۔ اس نے کہا کہ اس سے آپ خاطر جمع ہیں۔
اس مجلس میں شاہ کے بھائی ہیں۔ پھر ان مخبروں پر بھروسہ ان کے
علاوہ خاص جاسوس ہیں۔ یہ ناگہن ہے کہ ایک لفظ بھی خلاف
واقعہ شاہ کے سامنے کوئی بیان کر سکے۔

اب ہم ملا باشی کے خیمہ کے قریب پہنچ گئے۔ وہ منتظر تھا۔
استقبال کے لئے بجلا۔ گندم گوں اور پتہ قد آدمی ہے۔ مجھ کو
لے جا کر صدر پر بیٹھایا۔ اور خود سامنے شاگردوں کی طرح ادب
کے ساتھ بیٹھ گیا۔ مجمع کثیر تھا۔ ہر ملک کے علماء جمع تھے پہلے
اس نے مجھ سے رسمی باتیں کیں۔ اس کے بعد افغانی مفتی کو
مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ہادی خواجہ (قاضی بخارا) کو دیکھا؟
اس نے جواب دیا۔ کہ ہاں۔ ملا باشی نے کہا کہ۔
مجھے تعجب ہے کہ اس نے اپنا لقب بھرا العلم کیوں رکھا ہے
اس کو تو علم سے ذرا بھی مس نہیں۔ سچا اگر میں حضرت علیؑ کی
خلافت کے متعلق دو دلیل بھی بیان کروں۔ تو وہ ان کا جواب
نہیں دے سکے گا۔ اور وہ کیا اہل سنت کے علماء فحول سے
بھی ان کا جواب بن نہ پڑے گا۔ اس آخری جملہ کو اس نے

چو گوشہ کلاہ عجی سر پر ہے جس پر عمامہ ہے۔ جو موتی، یا قوت
الماس۔ اور ہر قسم کے جواہر سے مزین ہے۔ نگلے میں موتی کے مار
ہیں۔ اور نقبا کے دونوں مونڈھوں پر جواہرات لگے ہوئے ہیں،
الغرض وہ اپنی شکل و لباس کے باعث ہر نمکنت و جلال معلوم
ہوتا ہے۔ جب میں نے قریب سے اس کو دیکھا۔ تو وہ تمام
عرب جو اس کا میرے دلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جاتا رہا۔ اس نے
ترکی زبان میں میرے ساتھ گفتگو شروع کی پہلے احمد خان راپشا
کی خیریت دریافت فرمائی۔ پھر کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میری
سلطنت میں ترکستان و افغانستان بھی ہیں۔ وہاں کے لوگ
ایرانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور ایرانی ان کو کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ
سب ایک ہی امت کے ہیں۔ اور ایک ہی دین کے پیروں۔ اس
لئے میں نہیں جانتا۔ کہ میری سلطنت میں ایسے مسلمان رہیں جو
ایک دوسرے کو کافر بنائیں میں نے آپ کو اسی غرض سے طلب
کیا ہے کہ میری طرف سے دلیل بن کر ان کے باہمی مکفرات
کو رفع کر دیجئے۔ اور ہر فرقہ کو پائید کر دیجئے۔ کہ وہ ان امور سے
باز آجائیں جن سے کفر عائد ہوتا ہے۔ تاکہ کوئی ان کو کافر نہ بنا
سکے۔ جو کچھ آپ دیکھیں اور سنیں اس کو مجھ سے بھی آکر کہئے
اور قہر اور پہنچے پرا احمد پاشا کو بھی سنائیے۔

اس کے بعد ہم کو وہاں سے واپسی کی اجازت ملی۔ اور
میری میزبانی کے لئے اعتماد الدولہ نامزد کئے گئے وہیں وہاں
سے نہایت خوش ہو کر نکلا۔ کیونکہ میرا جو خطرہ تھا۔ اس کے
برخلاف شاہ نے سارے مذہبی اختیارات میرے ہاتھ میں
دیدئے۔ اب ہم اعتماد الدولہ کی طرف روانہ ہوئے۔ نظر علی خان
عبدالکریم بیگ اور ابوذر بیگ جو تینوں میری خدمت کے لئے
ماسود تھے۔ ساتھ ساتھ چلے۔ اعتماد الدولہ خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔
میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ لیکن بدستور
بیٹھا رہا۔ میرے دل میں اس سے سخت الغفال اور غم پیدا
ہوا۔ کہ اس شخص نے اپنی رعوت سے علم اور اہل علم کی امانت
کی۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ جب نادر شاہ نے جملہ مکفرات کے
اتحادینے کا مکمل مطلق مجھے بنا دیا ہے میں اس سے اسکی
شکایت ضرور کروں گا۔ اور اس کفر کو جو اسلامی شان کے

جب کشک خاند کے قریب آیا تو وہاں ایک درباری
میرے استقبال کے لئے نکلا۔ اس نے مجھ سے بغداد کے
امراء روسا اور احمد پاشا اور اس کے متعلقین کے حالات
نام نہام پوچھنے شروع کیے میں اس کی اس واقفیت سے
حیران ہوا۔ اس نے میرے تعجب کو دیکھ کر کہا کہ شاید آپ
مجھے نہیں پہچانتے۔ میرا نام عبدالکریم بیگ ہے میں بدلتوں
بغداد میں احمد پاشا کے پاس رہا ہوں۔ آج کل دولت عثمانیہ
کی طرف سے شاہ کے پاس سفارت لے کر آیا ہوں۔ اسی اثنا
میں نو اشخاص ہماری طرف آتے ہوئے دکھائی دئے عبدالکریم
ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے مجھے سلام
کیا۔ میں نے جواب دیا۔ عبدالکریم نے ان سب سے مجھ کو ملایا۔
اور یکے بعد دیگرے ان کا تعارف کرانا شروع کیا۔ کہ یہ حسن خان
معیار الملک ہیں۔ یہ مصطفیٰ۔ یہ نظر علی خان۔ یہ مرزا ذکی۔ اور
یہ مرزا کافی۔

معیار الملک جو کرجی الاصل اور شاہ حسین کے موالی ہیں
سے ہے نادر شاہ کا وزیر ہے۔ ہر سری ملاقات کے بعد یہ لوگ
مجھے شاہ کے دربار میں لے چلے۔ شامیانہ کے دروازہ پر پہنچ کر
پورہ اٹھایا گیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ جب ہم چلیں تو آپ
بھی چلیں۔ اور جب ہم ٹھہر جائیں تو آپ بھی ٹھہر جائیں شامیانہ
سے گزرتے۔ تو ایک طرف کشادہ جگہ دیکھی۔ وہاں حرم کے نیچے
تھے۔ سامنے ایک شاندار خیمہ میں نادر کسی پر بیٹھا ہوا نظر
آیا۔ جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی۔ تو بلند آواز سے کہا خوش آمدید
عبدالکریم افندی، پھر قریب آنے کا حکم دیا۔ خوانین میرے
دائیں طرف تھے۔ اور عبدالکریم بائیں طرف۔ ہم دس قدم چل کر
رک گئے۔ پھر شاہ نے کہا اور آگے آؤ۔ الغرض اسی طرح ہم
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلتے اور رکے اس کے پاس پہنچ
گئے۔ جب صرف پانچ ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا تو ٹھہر گئے۔

شاہ کا قد بلند ہے چہرہ سے بڑھایا نکلتا ہے۔ آگے آگے
چند دانت بھی گر گئے ہیں۔ عمر تقریباً اسی سال کی معلوم ہوتی ہے
ڈاڑھی خن اور دسمہ سے رنگی ہوئی ہے۔ دونوں ابرو کمان کی
طرح کشیدہ ہیں۔ اور آنکھوں سے زردی نمایاں ہے۔ ایک سفید

ادارہ عالیہ محمدیہ عسکر کے اعلانات

- ۱۔ ادارہ عالیہ محمدیہ عسکر کے ماتحت پہلا کمپ بنایا جائے گا۔ ۲۶۔۲۷۔۲۸ شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۸۔۹۔۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار راولپنڈی شہر میں ہوگا شریک ہونے والے سپاہی اپنی اپنی تیاریاں شروع کر دیں۔
- ۲۔ تمام شریک ہونے والے سپاہیوں کی فہرستیں ادارہ عالیہ میں ۱۸ شوال ۱۳۵۸ھ تک پہنچانی ضروری ہیں۔

۳۔ راولپنڈی شہر صدر پنج مقامات کے امیر العسکر صاحبان کمپ کی ابتدائی ضروریات کی طرف فوری توجہات مرکوز کریں۔ اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات میاں محمد جان صاحب امیر العسکر (علاقہ شمالی) بہت مام ٹیکسلا سے حاصل کریں۔

۴۔ ادارہ عالیہ محمدیہ عسکر کے ارکان کا مع وری (جو امیر العسکر کی وردی کے مشابہ ہوگی) کمپ میں شامل ہونا ضروری ہوگا۔

۵۔ تحریک فوج محمدی کے قائد اعظم حضرت صاحب زادہ محمد فخر الزمان شاہ صاحب مقام کوٹ چاند نہ (کمالا باغ) مقرر ہوئے ہیں۔

نوٹ: کمپ میں شریک ہونے والے حضرات کے لئے دستور العمل کا بجوز ملاحظہ فرمانا از حد ضروری ہے

(ناظم ادارہ)

استدلال کرتے ہیں۔

میں یہ حدیث مختلف وجوہ سے دلیل نہیں بن سکتی۔ اولاً یہ کہ استغراق کا دعویٰ جو آپ نے کیا وہ ممنوع ہے۔ کیونکہ مارون حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ بات نہ تھی۔ حالانکہ اشتنا تو نبوت بعد از وفات کا ہے نہایت مارون حضرت موسیٰ کے ماں جائے بھائی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ رشتہ نہیں رکھتے تھے۔ لہذا استغراق کا دعویٰ تو قطعاً باطل ہوا۔ اب اس کی دلالت ظنی رہ گئی۔ جو اصولاً صرف ایک منزلت پر ہوگی۔ جیسا کہ منزلت کی تاء وحدت سے خود ظاہر ہے۔ اس لئے یہ اضافت عدسے نہ کہ استغراق اور مقصود یہ ہے کہ علی خلافت جنگ تبوک میں میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہیں جو حضرت مارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ اس وقت تھی جب انہوں نے حکم دیا تھا۔ **وَأَخْلَفْتَنِي فَوْجِي** "میری قوم میں میری جانشینی کر"۔

ملا باشتی۔ تو پھر کیا اس استخلاف سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وہ صحابہ میں افضل تھے۔ اور ہی کے بعد انکی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق۔

میں نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ کو بھی آپ نے اپنی جانشینی کا زندگی میں شرف بخشا ہے مثلاً ابن ام مکتوم وغیرہ کو پھر وہ بھی بعد وفات کے اس دلیل سے خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہو گئے۔ علاوہ بریں اگر یہ استخلا کوئی فضیلت ہوتی تو حضرت علی اسی بنا پر ناراضی کا اظہار نہ کرتے جیسا کہ انہوں نے کہا کہ آپ مجھ کو کمزوروں، بچوں اور بڑھی عورتوں کے ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی اسی کبیدی کو دفع کرنے کے لئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ "انت منی بمنزلہ ہارون جن موسیٰ" فرمایا تھا۔

ملا باشتی۔ لیکن لحاظ عموم لفظ کا ہونا ہے نہ کہ خصوص سب کا میں خصوص سب کو میں نے دلیل نہیں گردانا ہے۔ بلکہ اس کو قرینہ بتلایا ہے۔ کہ یہاں ایک منزلت جو مراد ہے اس سے صرف وہی خلافت مخصوص ہے جنگ تبوک ہے نہ کہ اور کوئی خلافت اس کے بعد ملا باشتی خاموش رہ گیا اور اس کے کثیر پرداز علماء میں سے بھی جو اس کی حمایت کیلئے پس پشت بیٹھے ہوئے تھے کوئی آواز بلند نہ ہوئی۔

(باقی)

اطلاع جن حضرات نے صبر و تحمل کا ایسی ذہب کے نسخے برائے فروخت دفتر سے منگوئے ہیں ان حضرات نے ابھی تک فروخت شدہ کتب کی قیمت ارسال نہیں کی براہ کرم جلد صاحب صاف و تراکمون فرمادیں۔ منیجر

تین بار دہرایا۔ اس لئے لازم آگیا۔ کہ میں ان دونوں لیلیوں کو پوچھوں۔ اور ان کے جواب ہو سکتے ہیں پیش کردوں۔ میں۔ جناب ذرا میں بھی سنوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثبوت میں آپ کی وہ کون سی دو دلیل ہیں۔ جن کا جواب آپ کے خیال میں کسی بڑے سے بڑے سنی عالم سے بھی نہیں ہو سکتا۔

ملا باشتی: میں آپ سے پہلے یہ پوچھ لینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کے یہاں مسلم ہے کہ نہیں کہ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ۱۸۱۱ھ لافنی جحدی "تم میرے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہو جو مارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی بھی نہ ہوگا۔"

میں۔ ہاں یہ حدیث مشہور ہے۔
ملا باشتی: تو کیا اس حدیث کا منطوق مفہوم صریحاً اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ خلیفہ برحق علی ابن ابی طالب ہیں؟

میں۔ دلیل کی صورت معروض بیان میں لائیے۔
ملا باشتی: جب آنحضرت نے مارون کے تمام منازل و مراتب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمادئے۔ اور ان میں سے کوئی چیز بجز نبوت کے مستثنیٰ نہ کی۔ تو ثابت ہو گیا کہ خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مارون کا اولین مرتبہ تو خلافت ہی تھا۔ اگر وہ زندہ رہتے۔ تو ضرور حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ ہوتے۔

میں آپ کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو قضیہ موجب کلیہ سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ بتائیے کہ اس ایجاب کلی پر کون سا لفظ دلالت کرتا ہے کہ مارون کے تمام منازل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہیں۔

ملا باشتی: اس لئے کہ منزلت ہارون میں جو اضافت ہے وہ بقرینہ اشتنا استغراقی ہے۔

میں سنئے یہ حدیث اولاً تو نص جلی نہیں ہے اور آپ کے یہاں امامت یا خلافت کے ثبوت کے لئے نص جلی درکار ہے۔ نہایت عجیب ہے اس کے متعلق اختلافات کئے ہیں کسی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کسی نے حسن اور کسی نے ضعیف یہاں تک ابن جوزی نے جو نقد حدیث کا بہت بڑا امام ہے اسکو قطعاً موضوع قرار دیا ہے۔

ملا باشتی: نص جلی ہمارے یہاں شرط ہے نہ کہ آپ کے یہاں سو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے دوسری حدیثیں پیش کرتے ہیں جو نص جلی ہیں چونکہ اہل سنت کے نزدیک وہ نامقبول ہیں۔ اس لئے ان کے واسطے اس حدیث کو

تحرک حریت اور تبرا

از جناب جمال الرحمن صاحب صدیقی لکھنؤ

لکھنؤ میں نقیبہ مدح صحابہ کے بعد تبرا کا منکامہ شروع ہونے پر مختلف اخباروں میں مختلف قسم کے مضامین نظر آئے ہیں۔ مگر جہاں دیکھتے یا تو اس مسئلہ پر مذہبی نقطہ نظر سے بحث جاری ہے۔ یا مختلف پارٹیوں کی آپس کی رقیبتیہ لڑائیوں کا جھونک لے کر ہوئے اس چیز پر تبصرہ کیا جا رہا ہے اصل چیز جس کی روشنی میں آج کل ہمیں کسی قسم کی ہدایت مل رہی ہے۔ یہی کام مطالعہ کرنا چاہیے۔ وہ کم سے کم راقم الحروف کو تو کسی اخبار یا رسالہ میں نظر نہ آئی۔ وہ مسئلہ کیا ہے۔ ملک کی ترقی اور آزادی کا مسئلہ ہے۔

ہمیں دیکھنا ہے کہ مسئلہ تبرا اور مدح صحابہ کے مسئلہ کی پوزیشن ملک کی آزادی کے مسئلے میں کیا ہے۔ کیا مدح صحابہ کا حق تسلیم کرنے سے ملک کو فائدہ پہنچے گا۔ یا تبرا کے حق کو تسلیم کرنے سے ملک میں فلاح و بہبود پھیلے گی۔

اس نقطہ نظر سے بحث کرنے میں ممکن ہے کہ کہیں مذہبی مسئلہ کا بھی تذکرہ آجائے۔ مگر اس سے اس بحث سے غیر متعلق نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ مذہب نے انسانی تمدن کے ارتقاء میں ہمیشہ سے نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور میرا اپنا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس کا یہ اثر اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک موجودہ نسل انسانی دنیا میں آباد ہوگی۔

راقم الحروف نہ تو مناظرہ سے دلچسپی رکھتا ہے۔ اور نہ اس قسم کے مطالعہ سے ہی اسے دلچسپی ہے۔ وہ قرآنی نصیحت "قل سبوح انی الامراض فانظر ما یجیب براء الخلق اور قل سبوح انی الامراض فانظر ما یجیب کان حافضہ الذین من قبلہم یرحمی الامکان علی کرتار ہے۔ اور اس کے تحت اس امر کا بھی حتمی اور مطلق مطالبہ کرتا رہا ہے۔ کہ مختلف عقائد کے ماتحت کن قوموں نے کہاں تک ترقی کی۔

تاریخ عالم سے واضح ہوتا ہے کہ ایک خدا نے انسانی بالکل ہی غیر متمم زندگی بسر کرنا تھا۔ جس طرح انسانی خدایات کے ماتحت باہوروں سے افعال سرزد ہوتے تھے۔ اسی طرح انسانی بھی حالت تھی۔ ایک وقت آیا کہ رفتہ رفتہ راحت اور تکلیف کے احساس نے انسان میں اپنی کم ہنگامی اور مجبوری کا احساس پیدا کر دیا۔ اور اس نے عجائب پرستی شروع کر دی یہیں سے کچھ قواعد اور اصول انسان نے وضع کئے۔ اور یہی تمدن کی ابتدا تھی۔

تمدن محض چند ایسے قوانین اور رسومات کی پابندی ہے۔

جس پر عمل پیرا ہو کر نوع انسان کے افراد فرقہ فرقہ یا جگہ جگہ کی اجتماعی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور انہیں کی بنا پر ایک فرقہ یا جگہ دوسرے فرقہ یا جگہ سے ممتاز اور غیر کیا جاتا ہے۔ بعض فرقے تخریبی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ جو نوع انسانی کے ارتقاء میں حائل ہوتے ہیں۔ اوس کی ہم ایک عام مثال پیش کرینگے۔ جیسے کہ کسی زمانہ میں ہندوستان میں مصلحوں کا فرقہ پیدا ہو گیا تھا۔ ایسی حالت میں نوع انسان کی ارتقائی خصوصیات ہیجان میں آ کر اس قسم کے فرقہ کو فنا کر دیتی ہیں۔ یا آج کل سرمایہ داروں اور جاہل پرستوں کا فرقہ ہے جس کے خلاف نوع انسانی کی ارتقائی خصوصیات برسرِ پیکار ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نوع انسانی کا ارتقاء کن خصوصیتوں سے ہے۔ تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ اوسکی ترقی میں کون چیز حائل ہوتی ہے۔ اور کون چیز اوسکی ترقی میں مدد پہنچاتی ہے، معاشرت اور تمدن انسانی کے لئے بھی وہی چیزیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن جو دوسرے جانوروں کے یہاں ہم کو ملتی ہیں۔ شہد کی مکھی کو دیکھتے مل جل کر اور آپس کے تعاون سے اپنی لبتیاں جھٹتے کی شکل میں انسانی نے چوہوں کو دیکھتے۔ اسی طرح وہ زمین کے اندر اپنے بلوں کو آباد کرتی ہیں۔ دوسرے وحوش و طیور کو دیکھتے وہ بھی آپس میں ترقی اور مدد کے برتاؤ سے رہتے ہیں۔ ان سب کے تودہ اور خوش رہنے کی بنا آپس کی محبت اور ہمدردی ہے۔ وہ نہ صرف آپس میں محبت برتتے ہیں۔ بلکہ اس غیر جنس سے بھی محبت کا برتاؤ کرتے ہیں جس میں انہیں محبت کی بڑائی ہے فانظر کیف بد الخلق کا فائدہ محسوس کیجئے اب آئیے فانظر کیف کان عاقبہ الذین من قبلہم کی نصیحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم تاریخ کا مطالعہ کریں۔ کہ کس طرح کسی فرقہ یا جگہ کے لوگوں نے آپس میں محبت اور ہمدردی پیدا کر کے ترقی کی۔ اور نوع انسانی کے ارتقاء میں مدد کا ثابت ہوئے۔ یا اوس کے برعکس عمل کر کے فتنہ و فساد کا باعث ہوئے۔ اور ارتقاء انسانی میں محبت فقری کا موجب ہے۔

اگر اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی جائیگی۔ تو مضمون بہت طویل ہو جائیگا۔ ہم اس وقت صرف دنیا میں اسلام پھیلنے کے وقت سے ایک طائرانہ نظر ڈالینگے۔

ایک وقت تھا کہ انسان میں کسبِ تم کی ہمدردی آپس میں نہیں

تھی۔ چنانچہ آج کل بھی بعض جنگی قومیں اپنے عزیزوں تک کو بھون کھاتی ہیں۔ پھر وقت آیا۔ کہ عزیزوں اور رشتہ داروں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا۔ پھر برادری کے دائرہ میں اس جذبہ نے وسعت پکڑ لی۔ یہاں سے بڑھ کر پورے ملک کے باشندے اس کڑی میں منسلک ہو گئے۔ مگر علاوہ اسلام کے کسی نے عملی طور پر ہر قوم، ہر نسل، اور ہر ملک کے باشندوں میں محبت اور یکجہلیت پھیلانے کا تخیل پیش نہیں کیا۔ اس میں الاقوامی برادری کو عملی طور پر قائم کیا تو شارع اسلام روحی وانی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ آپ نے کل مومن اخوت فرما کر تمام عالم کے لوگوں کو جو اسلام لے آئیں ایک سلک محبت اور یکجہلیت میں پڑوایا آپ نے قرآن شریف میں حضرت نوح علیہ السلام کے واسطے سے خون کے رشتہ اور نسل کے اعتبار سے جو محبت قائم ہوتی ہے وہ ایک مفروضہ و ہم تو ہا ہے۔ جیسے کوئی اندھیرے میں کھوت کے دھم سے خوف کھائے اصل محبت اور یکجہلیت عقائد کی ہوتی ہے۔ اور عقائد ہی کی سختگی ایمان سے اور یہی وہ روحانی رشتہ ہے جس کی بنا پر سب مومن بھائی بھائی بنائے گئے۔

اب یہاں سے ایک دوسری بات بھی ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں سب مذہبوں سے جداگانہ اور اس کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرنے والی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کا عقیدہ ہر شعبہ زندگی میں عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے مسلمان اپنے عقیدے کو محض دل ہی میں پوشیدہ نہیں رکھتا۔ صرف زبان سے کہ دینے پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے عقیدے کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے کہ کہاں تک وہ اپنے عقیدے میں سچا ہے۔ اپنے عمل کو پیش کرتا ہے عمل میں انسانی خلوص یہ کہ اپنی جان بھی پیش کرنا اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی صداقت اور سختگی ایمان کی انتہا ہے۔ اور اس مقام پر پہنچا انسان میں وہ قابلِ تعریف وصف پیدا ہو جاتا ہے جو صحابہ کرام کی خاص شان ہے اور جسے قرآن شریف میں استدل علی الکفار ورحماء بینہم کے پرشکوہ اور عظمت الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے اسلام ہر قوم اور ہر نسل کے افراد کو ایک عالمگیر برادری میں شامل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اپنے گروہ کے لوگوں کو استدل علی الکفار کیسے بناتا ہے اس کو ممکن ہے۔ کہ بعض لوگ اس طرح بیان کرتے ہوں۔ کہ غیر مسلموں پر منظرِ عالم ڈھائے جائیں اور مذہب و فسادات کرائے جائیں بات یہ ہے کہ کافروں اور غیر مسلموں میں وہ وسعت نظری اور جہادِ شجرت پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو ایک مسلمان کی شان ہے۔ اور جو نوع انسانی کے ارتقاء کے لئے نہایت مفید ہے۔ پس جس طرح ایک پھیلنے کی حالت ہوتی ہے۔ کہ پانی کی ثقیل فضاء سے نکل

نکل کر ہوا کی لطیف فضا میں آنا اوس کے لئے موجب کلفت ہے۔ اسی طرح ایک کافر کے لئے اسلامی تمدن موجب کوفت و بے قراری ہوتا ہے۔
نثار اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیمات الہی ہم تک پہنچائی ہیں۔ انکی برکتوں کو عملاً ہم پر واضح کر نیوالے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے اس روحانی رشتہ کی بنا پر جسکی طرف سطور بالا میں ہم نے ایک جگہ اشارہ کیا ہے۔ سہارا ان کے ساتھ قلبی تعلق اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جتنا کہ ہمارا تعلق اپنے آبا و اجداد کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ آباؤ اجداد کے ساتھ ہمارا تعلق مادی اور فزونی ہے۔ اور صحابہ کرام کے ساتھ ایمانی۔ اور بیجا نہ ہوگا۔ کہ ہم اپنے اس تعلق کی گہرائی کو اس شعر سے واضح کریں۔

پھیلا۔ اور غریبوں ہی میں رہے گا۔ پس اس موقع پر اگر خواص میں فقدانِ جدت ہے اور صحابہ کرام کے ساتھ ان کے رشتہ ایمانی میں ہم کم وہ گہری محسوس نہیں کرتے جتنی کہ ہم ایک مسلمان سے امید رکھتے ہیں۔ تو اس میں تعجب کی کیا بات

زیر قیادت کسی قوم یا فرقہ نے کتنے رقبے ملک پر امن و امان قائم رکھا۔ ایسے شخص کی زندگی اور ایسی قوم کے ناواست و خصائل کا ہم مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اس سے سبق حاصل کرتے ہیں تاہم تاریخ عالم اٹھا کر دیکھئے۔ کہ خلافت راشدہ اور بالخصوص سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جتنا ملک مسلمانوں کے زیر نگین آگیا تھا۔ اور جیسا اس

فوج محمدی کی پریڈ

نمبر شمار	عربی الفاظ	ترجمہ انگریزی	ترجمہ اردو
۱	الْصَّفَّتْ	فالن	ایک لائن میں نکل کر کھڑے ہو جاؤ
۲	تَقَبَّلُوا	اٹھ سٹپ	موتیار ہو جاؤ
۳	عَيْنَ الْيَمِينِ	رائٹ ڈریس	دائیں طرف سرگما کر دیکھو اور صفت سید کر دو
۴	عَنْ يَمِينِ الْاَعْدُو	بائی دی رائٹ ہینڈ	دائیں طرف سے گنتی کرو۔
۵	سَرَحَتًا	سٹیڈیٹ ایڈ	آرام سے کھڑے ہو جاؤ۔
۶	سَرَحَةً	ایڈری	زیادہ آرام سے کھڑے ہو جاؤ۔
۷	تَثْنِيَةُ الصَّفِّ	ڈوبیکس فالن	دو قطاریں بن جاؤ۔
۸	تَقَرُّبُ الصَّفِّ	شکل بیک فالن	ایک قطار بن جاؤ۔
۹	تَرْجِيحُ الصَّفِّ	فارم فورز	دو صفوں سے چار صفیں بناؤ۔
۱۰	تَثْنِيَةُ الصَّفِّ	فارم ٹو پی	چار سے دو صفیں بناؤ۔
۱۱	يَمِينِ صَوِي	رائٹ ٹرن	دائیں طرف گھومو
۱۲	كَيْسَارِ صَوِي	لیف ٹرن	بائیں طرف گھومو۔ پھرو
۱۳	اِثْقَابُ	ماؤٹ ٹرن	دائیں طرف گھوم کر پیچ کی طرف نہ کرو۔
۱۴	اِمْتِشَالُ	کوئک مارچ	دایاں قدم بین پر مار کر بائیں پاؤں نکال کر چلو۔
۱۵	سَاسِرِ مِينِ	لیفٹ، رائٹ	بایاں - دایاں
۱۶	سَاسِرِ مِينِ الْقَلْبِ	اؤٹ لائن ویل	بایاں آدمی اپنی بائیں طرف اور دایاں اپنی دائیں طرف واپس مڑے۔
۱۷	اِنْقِلَابُ الْاَسْطِ	ان لائن ویل	اپنے اپنے اندر کی طرف سواپس مڑو
۱۸	تَحْلُوطُ سَادَرِ مَبْنِ الْقَلْبِ	اٹ وٹ باؤنڈ	چلتے ہوئے بایاں آدمی اپنے ہاتھ اندر کی طرف اور دایاں آدمی اپنے بائیں ہاتھ اسکے باہر کی طرف سواپس مڑے۔
۱۹	يَمِينِ دُورِ	رائٹ ویل	چلتے ہوئے دائیں طرف مڑو
۲۰	كَيْسَارِ دُورِ	لیفٹ ویل	چلتے ہوئے بائیں طرف مڑو
۲۱	تَبْدِيلُ الْقَدَمِ	چینج سٹپ	قدم تبدیل کرو
۲۲	صَفِيَّتُ الْاَقْلَامِ	ملک ٹائم	کھڑے ہو کر زمین پر قدم مارو
۲۳	سَيِّدِيَا اسْتَعُو	ڈبل مارچ	دو دو
۱	رَفْعُ السَّلَاحِ	سٹیپ آرمر	ہتھیار کندھے پر رکھو۔
۲	وَضْعُ السَّلَاحِ	آؤر آرمر	ہتھیار نیچے لاؤ
۳	اِخْضَاعُ السَّلَاحِ	پریزٹ آرمر	ہتھیار سلامی کیلئے منہ کے سامنے لاؤ
۴	اِخْرَاجُ السَّلَاحِ	اؤٹ سائڈ آرمر	ہتھیار اپنے باہر کی طرف نکالو
۵	وَسْطُ السَّلَاحِ	ان سائڈ آرمر	ہتھیار اپنے اندر کی طرف نکالو۔
۶	تَبْدِيلُ السَّلَاحِ	چینج آرمر	ہتھیار تبدیل کرو۔
۷	رَأْيُ السَّلَاحِ	ایزی آرمر	ہتھیار کو آرام کی حالت پر اٹھاؤ
۸	تَعْلِيْقُ السَّلَاحِ	ٹریل آرمر	ہتھیار کو دائیں ہاتھ میں لٹکاؤ

سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جتنا ملک مسلمانوں کے زیر نگین آگیا تھا۔ اور جیسا اس زمانے میں دنیا میں قائم ہوا تھا کیا اس کی مثال آپ کسی تاریخ نویس پیش کر سکتے ہیں۔ اور لطیف یہ کہ جنگ صفین اور جنگ جمل کے شدید اہل تلواریں نکال کر اوسط لٹکائیے۔ تو کل مسلمان شہداء کی اوسط تعداد ایک شخص فی سو مربع میل ملک فتح کرنے پر آتی ہے۔ اس قدر کم خونریزی کے ساتھ ملک کے ملک فتح کرنا اور پھر اوس زمانے کے وسائل آمد و رفت پر نظر رکھتے ہوئے آج کل کے آیدہ اسٹان ان اور ڈسپلن کا قائم کرنا کیا کسی شجرہ سے کم تھا۔ کیا یہ ایک ایسا عملی نمونہ نہیں ہے جسکی خصوصیات کا ہم مطالعہ کریں اور سبق حاصل کریں آج کے دن ہم پنڈلیں بونا پائٹ، جارج واشنگٹن، مسولینی، ہٹلر مصطفیٰ کمال، رضا شاہ وغیرہ وغیرہ کے سوا

مجت کے رد گرد استخوان تو تیار کرو کرنا سیدنا عبداللہ بن عباسؓ آج کے دن لکھنؤ میں اور نیز لکھنؤ کے باہر مدح صحابہ کے حامیوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جن کو ہم عوام او غریبوں کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں خواص کا طبقہ خواہ وہ اپنے کو سنی اور حنفی المذہب ہی کیوں نہ کہتا ہو۔ اس حق مانگنے میں اپنے کو نمایاں کرنے سے گریز کرتا ہے میری

حیات شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور ان خصوصیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ انکی بنا پر انکی جدوجہد کا مایاب ہوئی۔ اور کھجوتوں کے اونکے کلام میں کو دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کین انگریز پنڈلیں

ہے ع زمین شور سنبل بریں ارد روحانی دنیا سے ہٹ کر اب مادی دنیا میں آئے اتلقاتی انسانی کی کسوٹی ہم نے یہ چیز بنائی ہے کہ کسی شخص کے

روح اور جان اس امی برحق صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ قدم قدم پر اس کے مقولوں کی سچائی نمایاں ہے۔ مشہور حدیث آپ نے سنی ہوگی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام غریبوں سے

کے کارناموں سے سبق نہیں لیتے۔ اور اس کی بڑائی کے معترف نہیں؛ یا فرانسیسی کسی انگریز کی زندگی سے سبق نہیں حاصل کرتے۔ مگر یہ شیعہ فرقہ ہے جو دنیا کی عظیم ترین ہستیوں کی جدوجہد سے سبق لینا تو درکنار۔ ان کی جدوجہد اور عملی خدمات کا اعتراف کرنا تو درکنار ان کے نام تک کے سننے کا روادار نہیں..... کیوں؟

یہ بھی شیعہ اسلام نے جاہ پرستی اور سرمایہ داری کا خاتمہ کیا تھا۔ سب سے زیادہ اس مرض میں، آپ تاریخ اٹھا گود بکھڑے۔ ملک ایران مثلاً تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ ملک فتح ہوا۔ حضرت شہر باؤنبت یزد و شہاہ ایران کا عقد تختین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ایرانیوں نے یہ محسوس کیا کہ مغالہ کی جنگ میں مسلمانوں سے پیش آنا مشکل ہے۔ لہذا ہر قسم کے پروپیگنڈے اور جذبات ابھانے والی حرکتوں سے عام مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کر کے پھر وہی شخصیت پرستی کے زیر سے مسلمانوں کے دماغوں کو مسموم کرنے کی جدوجہد شروع کی۔ جو شہنشاہیت یا امپریلیزم کی بنیاد ہے چنانچہ خاندان رسالت کے ساتھ اپنی محبت کا رگ الاپ کر سادات پرستی کا سلسلہ جاری کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں کی اس خوش عقیدگی سے جو ذات رسالت کیساتھ انہیں قدت تھے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی۔ اس میں ان کا ایک یہ بھی جذبہ کارفرما تھا، کہ حکومت کی باگ حضرت شہر باؤن کی اولاد میں رہے۔ اور اس طرح ایرانی نسل کا تعلق حاکم خاندان سے قائم رہے۔ ان کے اس نظریہ کا تعلق اسلامی تعلیمات سے بالکل نہیں تھا۔ اس میں صرف دنیا داری کا جذبہ کارفرما تھا۔ کہ ایک طرف تو ایرانی خون کے ساتھ حکومت کا رشتہ قائم رہے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں میں بھی ہندوستانی پنڈتوں کی طرح ایک فرقہ بندی کا قائم ہو جائے۔ اسلام کی بنیاد و جو عمل پر قائم تھی۔ ہمیں شخصیت پرستی کی ایک سرنگ لگا دی جائے۔ مگر چونکہ اسلامی فتوحات کا مقصد سامراجیت کو کٹنا کر دینا تھا۔ لہذا ایرانیوں کو اس مقصد میں کہنہ شہنشاہیت کے اصولوں پر سادات کے ہاتھ میں۔ (مسلمانوں کے جذبات کے مطابق۔ مگر ان کے نظریہ کے مطابق حضرت شہر باؤن کی اولاد کے ہاتھ میں) حکومت کی باگ ڈور آ جائے کامیابی نہیں ہوئی۔

اس سلسلے میں ایک اور چیز نمایاں نظر آئیگی۔ کہ ہمیشہ مسلمانوں کے نقصان کے سلسلے میں شیعوں کے کارنامے نمایاں نظر آتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں حضرت عثمان کی شہادت کے سلسلے میں۔ پھر آئیے خلیفہ معتمد ہند کی سلطنت نہ دہلا کر نے اور لڑا کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے سلسلے میں مسلمانوں کی عالمگیر تجارت تباہ کر دینے

کے سلسلے میں (ملاحظہ ہو سفر نامہ ابن بطوطہ) غرض کون سا تاریخ میں وہ مقام ہے جہاں مسلمانوں کے زوال کا تذکرہ ہو اور اس سے شیعہ قوم کا دامن پاک ہو۔

ہندوستان میں جب مسلمان بطور فاتح داخل ہوئے اس کی یاد گاریں آج ملک کے چھپ چھپ پرے شہر شہداء کی قبریں ہیں۔ کیا آپ نے کسی مقام پر کسی شیعہ شہید کا بھی مزار دیکھا یا سنا؟

یہ مزدور اور سرمایہ داروں کی لڑائی آج سے نہیں شروع ہوئی۔ یہ اسلام کے دنیا میں آنے کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی جس طرح بہت سے شہنشاہ پرست آج سوشلسٹ پارٹی میں شریک ہیں۔ اسی طرح شیعہ فرقہ مسلمانوں کے ساتھ اپنا ناتا جوڑتا رہتا ہے۔ تو می حکومت نہ ہونے کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض سرمایہ دار مزدور اور کسانوں سے اپنا ناتا جوڑ کر اور ادنیٰ پارٹی میں شریک ہو کر اپنا اغراضا لکشن لڑا کر اور مقتدر ملازمتوں پر قبضہ کر کے بڑھاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں شیعہ فرقہ اپنی دولت کے زور پر مسلمان قوم کی جدوجہد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کولوں میں، سرکاری ملازمتوں میں، لوکل باڈیز میں۔ اور دیگر ممکن حقیقت سے اپنے حصہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

سنی سید اجماعی کی برسی منانے پر چراغ پا نہیں ہوا۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ سید اجماعی کا مقصد محض مسلمانوں کے ساتھ ایک عداوت بنی تھا۔ انگریزوں کی تعریف سے یہی چڑھتا۔ حالانکہ مرانگریز قوم کا فرد جانتا ہے کہ وہ ان کا کٹنا دشمن تھا۔ اسی طرح آپ کو دنیا میں بہت سی مثالیں ملیں گی۔ یہ اس لئے ہے کہ ہر وہ قوم جس کا کام کرنے کا جذبہ ہوگا۔ وہ کسی کی تعریف سے ہرگز برا نہ مانے گی۔ کیونکہ کسی کی تعریف کرنے سے ہم کو محض فخر کی زندگی کا کامیاب پہلو نظر آتا ہے۔ اور کسی کی زندگی کے کامیاب پہلو کا مطالعہ ہر حال ہر شے والے کے لئے مفید ہی ہو سکتا ہے۔ ہر شے نہیں ہو سکتا۔

کوئی سمجھا لے کہ ان شیعہ قوم اصحاب رسول کی تعریف سے کیوں چڑھتی ہے؟ اس سے اسے کیا نقصان پہنچتا ہے؟ سوائے اس کے صحابہ کرام کی مبارک زندگیوں کے مطالعہ سے مسلم قوم میں جذبہ عمل پیدا ہوتا ہے۔ اور شیعیت کا مقصد مسلمانوں سے جذبہ عمل کو فنا کر دینا ہے۔ اب تو حکومت مسلمانوں کی نہیں مگر خود شیعہ نہیں جانتے کہ ان کا مشن کیا تھا۔ اب مسلمانوں سے جذبہ عمل فنا کرنے کے اصولوں پر کاربند ہونے سے فائدہ۔؟ مسلمانوں کے پاس کم سے کم اس ہندوستان میں ہے کیا۔ جس کو اب شیعہ ان کی قوت ختم کر کے لینا چاہتے ہیں۔

موجودہ لکھنؤ کی مکلف فضاء میں جو شیعوں نے بنا رکھی تھے جہاں تک شیعہ تجارت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے

شیعہ مذہب کی بنیاد چار اصولوں پر ہے (۱) حب علی (۲) تبر (۳) تقیہ (۴) متعہ۔ اب ان میں سے الگ الگ چاروں اصولوں پر سرسری نظر ڈالئے۔ حب علی کا دم بھر کر اسلام کی فطری اور عملی جذبہ کو شخصیت پرستی اور جذباتی افعال میں تبدیل کرنا۔ تبر اون لوگوں کی زندگیوں پر تاریخی کا یہ وہ ڈالنے کی کوشش کرنا جنہوں نے اسلام کا صحیح عملی نمونہ پیش کیا۔ جنہوں نے عرب سے عجم تک پرچم اسلامی کو لہرایا۔ اور اس طرح مسلمانوں میں سے ترقی اور عمل کی روح کو سلب کرنا۔ تقیہ ہر قسم کے دغا و فریب کو عبادت سمجھ کر انجام دینا۔ متعہ سرمایہ داری، اور جاہ پرستی کا انتہائی عیب یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ نفسانی خواہشات سے لطف اندوز ہوا جائے۔ عیاش طبع انسان بزدل بھی ہو جاتا ہے۔ پس لوگوں کے طعنوں سے بچنے کے لئے اور روز قیامت کا ڈر دل سے نکالنے کے لئے نفسانی خواہشات کو اطمینان قلب کے ساتھ پورا کرنے کے لئے متعہ کے مسئلہ کو رائج ہونے سے بہتر اور کیا مشکل لوگوں کو گمراہ کرنے کی راہوں کی تسلیوں کو کمزور کرنے کی راہوں سے جیسے ماہر فن کے ذہن میں آ سکتی تھی۔

پرانے قصوں کو جانے دیجئے بالکل تازہ مثالیں لیجئے حال میں اخبار دینیہ بجنوریں ایک بیان شائع ہوا تھا۔ جو کلکتہ کی ایک عدالت میں لکھنؤ کے رہنے والے ہندوستان کے شیعوں کے ایک بڑے معتمد نے ایک شیعہ ذفق کے سلسلے میں دیا تھا اور اس چیز کو بحیثیت ذمہ دار شیعہ ہونے واضح کر دیا تھا۔ کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ان کی ذاتی رائے نہیں۔ بلکہ مذہبی چیز ہے۔ جس پر تمام شیعیان کا اتفاق ہے۔ اور میں انہوں نے جو سمجھا کہا ہے۔ اس کو لفظ بلفظ یہاں نقل کرنے کی کوشش نہیں، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کسی سنی کے ساتھ اگر کوئی شیعہ کسی قسم کی بھی حقدردی کرے تو اس کا فیعل مستحسن نہیں۔ خدا کے یہاں یہ نہیں شمار ہو گی۔ لکھنؤ میں ایک شیعہ خاندان ہے جو اپنے کو سید کا حشم و چراغ بتاتا ہے۔ اس خاندان کے ایک قابل سپوت نے انکار نامی ایک کتاب تصنیف کی جس میں خدا اور رسول کا جی بھر کر مذاق اڑایا۔ مگر نہ تو مصنف کے والد گرامی کی مذہبی عصبيت بھر پور کی۔ نہ ان کے برادران گرامی کی۔ نہ شیعہ قوم کے کسی فرد کے کانوں پر جو رنگی۔ کہاں تو مذہب سے اتنی بے تعلقی اور کہاں آج تبر اچھی ٹیشن میں اس خاندان کا نمایاں حصہ لینا۔ اسی طرح ایک شیعہ قوم کا فرد جو عرصے سے اپنے کو عیسائی ظاہر کرتا ہے۔ اچھی ٹیشن شروع ہونے پر گالیاں مکتا ہوا پھر اپنی اصلی حالت میں نمایاں ہو گیا۔

ایک دو نہیں۔ بمبئی و اقعات ایسے نظریے شیعہ والیان ریاست سے لے کر شیعہ مزدور تک، شیعہ علماء سے لیکر ایک اد نے شیعہ جاہل تک کون ہے جو صیہ کرام رضوان اللہ

خاکساروں کا قرآن پر عمل

نہ کیا۔ اور علمائے کرام نے بھی مستورات کو جنگی محاذ پر جانے کی اجازت نہ دی۔ مگر افسوس ہے کہ سربراہ خاکسار اپنے گھروں یا کیمپوں میں آرام کر رہے ہیں۔ اور مشرقی صاحب عورتوں کو یو۔ پی کی پولیس سے خبردار ہونے کے لئے بھیج رہے ہیں۔

یو۔ پی میں خاکساروں کا طرز عمل

بلیچ ہارڈی کا لقب العین آج تک دنیا پر واضح نہیں ہو سکا۔ مسلم لیگ، کانگرس، احرار، علماء، سیاسی لیڈر غرض ہر جماعت کے اکابر کو مشرقی صاحب سب و دشنام سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اور اصلاح میں ہر جماعت کے لقب العین کا خاکہ اڑایا جاتا ہے۔ جیل جانے کے پروگرام اور سول نافرمانی کو کسی زمانہ میں گاندھی کا زمانہ فلسفہ اور شیطنت پر عمل کر کے یو۔ پی کی حکومت کے خلاف وسیع پیمانہ پر تحریک جاری کی گئی ہے۔ عدم تشدد کو غیر اسلامی اور ضد و اندہ عقیدہ قرار دیکر احرار اور جمعیت العلماء کو کوسا جاتا تھا۔ مگر آج فخر کے ساتھ بشیر احمد صدیقی سالار خاکسار ان سدا اعلان فرماتے ہیں کہ ”ملہ شہر میں خاکساروں نے کسی پر حملہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی طرح امن شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ ڈپٹی کمشنر نے اس امر کو خود تسلیم کیا ہے کہ خاکسار انتہائی طور پر پر امن تھے۔ مگر باوجود اس کے اس وقت میں جب کہ گولی چل رہی تھی مجھ کو سب سے زیادہ خاکساروں کے زخمی ہونے پڑے۔ مگر پھر بھی کسی نے مجھے پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔“ یہ خاموشی سے پر امن رہ کر مار کھانا تو کانگریسیوں کا پروگرام تھا۔ خاکساروں نے اس پر عمل کر کے ضد و اندہ فلسفہ اور شیطنت پر کاربند کیوں بنے۔ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب صرف مشرقی صاحب ہی دے سکتے ہیں۔

مشرقی صاحب اپنے اخبار اصلاح مورخہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۲۰ء صفحہ ۵ کا ۱۰۱ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ۲۵ ستمبر کو درہن کے نالے پر دو پولیس کانسٹیبلوں کو خاکسار سپاہیوں نے دریا میں پھینک دیا۔ اور چھ شدید زخمی ہوئے۔“ اصلاح کی اسی اشاعت کے صفحہ ۷ کا ۱۰۱ پر خاکساروں اور پولیس کے تصادم کی خبر شائع ہوئی ہے جس میں ۱۵ پولیس کے سپاہی اور متعدد

مشرقی صاحب کا دعویٰ ہے کہ خاکسار تحریک کا مقصد قرآن پر عمل کرنا ہے۔ مولوی نے قرآن چھوڑ دیا ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان قرآن پر عمل نہیں کرتے۔ خاکسار تحریک ہی قرآن کی عملی تشریح ہے۔ مگر خاکساروں کے طرز عمل کو تو قرآن کے خلاف پاکر مسلمان حیران ہیں۔ قرآن مجید نے مسلمان عورتوں کو پردہ اور حجاب کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا قرون اولیٰ میں ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں عورتوں کی فوج مرتب کی گئی ہو یا عورتیں مردوں کے دوش بدوش میدان جنگ میں نکلی ہوں۔ تاریخ اسلام میں اس قسم کی مثالیں نکل سکتی ہیں۔ کہ عورتوں نے زخمیوں کو پانی پلایا ہو۔ یا ان کی مرہم پٹی کی ہو۔ مگر پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد مردوں کے حوم میں تے حجابانہ ظاہر ہو کر مارچ کرنا کسی طرح جائز ثابت نہیں ہوتا۔ خاکساری اگر ”اصلاح“، ”زمیندار“ وغیرہ فخریہ اعلان کر رہے ہیں کہ سردار اختر بیگم نے فلاں جگہ خاکساروں کے مجمع میں شنگامہ خیر تقریر کی زمیندار ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء صفحہ ۹) دوسرا خاکسار کا جیش سعیدہ بیگم جانیار نے کی قیادت میں لکھنؤ روانہ ہوگا اور حبیب اللہ جانیار کی بیوی لکھنؤ جانا چاہتی ہے۔ زمیندار ۱۳ اکتوبر صفحہ ۹) سردار اختر بیگم کو محاذ لکھنؤ کا ناظم مقرر کیا جاتا ہے (اصلاح ۲۷ اکتوبر ۲۰۲۰ء صفحہ ۱۲) کیا یہی قرآن پر عمل ہے جس کا ڈھنڈو دینا میں بیٹھا جا رہا ہے۔ کیا اب کوئی خاکسار مرد و سداستان میں باقی نہیں رہا۔ کہ عورتیں میدان میں بھیجی جا رہی ہیں۔ خاکساروں کی غیرت کہاں گئی۔ کیا اسلامی غیرت و شرافت اور نسوانی جیا کا یہی نمونہ ہے جو سربراہ نامہ نشانیوں کے حوم میں ہر تماش کے نوجوان خاکساروں کے دوش بدوش چپ و راست کرتے ہوئے خاکسار عورتیں دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ اور سردار اختر حبیبی اور کیاں کھلے منہ ہزاروں مردوں کے سامنے اور نوجوان خاکساروں کی موجودگی میں طلاق لسانی کا منظر اصرار کر رہی ہیں۔ تحریک مدح صحابہؓ کے دوران میں بھی بعض مستورات نے قید و بند کے لئے آپ کو پیش کیا تھا۔ مگر لکھنؤ کے سُنی مردوں کی غیرت نے عورتوں کا جیلوں میں چلا جانا گوارا

توالے علیہم کے اسوہ حسنہ کی شہرت اور تبلیغ میں مانع نہیں ہو رہا ہے۔

ایک طرف تو یہ دوسری طرف کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض مفسدین نے منہ دستان میں اور بدتمیزوں نے یورپ میں جب کبھی کوئی تصنیف شائع کی۔ کیا کسی چھوٹے بڑے شیعہ کے عمل سے کسی بے چینی کا اظہار ہوا۔ عمل تو خیر بڑی چیز ہے کیا زبان سے یا قلم سے بھی کہیں اوس نے اظہار نہ ادا کیا۔ ان باتوں سے کیا اس دعویٰ کی سچائی ثابت نہیں ہوتی کہ حقیقتاً شیعوں کو نہ تو اسلام سے اور نہ بانی اسلام سے کچھ انس ہے۔ اور نہ کچھ لگاؤ ہے۔ ان کی مسرت صرف اسی میں کہ مسلمان نقصان اٹھاتے ہیں۔

کسی خون چوسنے والے کپڑے کو اپنا خون پینے سے روک دے تو وہ بہت بے تاب ہو جاتا اور گھس میں قدرت قوت کو یا ئی پیدا کر دے تو غالباً شیعوں سے زیادہ خون چوسنے کے حق کو ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ مگر اب ملک میں آزادی کی دھوپ تیزی پکڑتی ہے۔ اس قسم کی ہرجا مت جسکی بنیاد سامراجیت پر ہو اس قسم کی ہرجا مت جو دنیا کے احرار عظام کی زندگیوں سے لوگوں کو استفادہ حاصل کرنے سے محروم رکھنا چاہے۔ اس قسم کی ہرجا مت جو دوسروں کے حقوق پر غاصبانه قبضہ رکھنے پر اپنی زندگی منحصر کرے ہو۔ اب اس آزادی کی دھوپ میں سوکھ جائے گی۔

میرے عزیز مسلمان بھائی اس چیز سے بالکل متاثر نہ ہوں کہ ایک جماعت ”مسلمانوں میں نفاق ڈالنے“ کے بھیاک الفاظ سے ڈرا کہ مسلمانوں کو اس چیز سے باز رکھنا چاہتی ہے کہ وہ شیعہ عنصر فاسد کو اپنے جسم سے نکال کر باہر کریں۔ یہ پروا گنڈہ صرت سرمایہ داروں اور بڑے لوگوں کا ہے، بیمار اور نیم نیم جسم سے جو لاش ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ تندرست اور دُبا جسم ہو۔ اسب لاغر میاں لکار آید

یہ سرمایہ دارم کو بے وقوف بنا کر ہماری قوت سے اعزاز حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور آج بھی ہم اوسکی بھول میں رکھنا چاہتے ہیں شیعوں کی ذہنیت ہم بتا چکے ہیں کہ سرمایہ دار ہوتی ہے۔ اور سرمایہ دار وراثت کے ذریعہ اپنی دولت کو منتقل کرنا بہ نسبت قوم کو دینے سے زیادہ بہتر خیال کرتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو طے کر لینا چاہیے اب سرگزشت اپنی نمائندگی میں۔ نہ اپنی لیڈری میں اور نہ ان ملازمتوں میں جو گورنمنٹ نے ان کے لئے محفوظ کر رکھی ہیں شیعوں کو سرگزشت کوئی حصہ نہ دینگے تاکہ مسلمانوں کے اندر جو ایک طفیلیہ اور فاسد عنصر شیعوں کا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی جھبٹ پسندانہ سمیت سے مسلم قوم نجات پائے۔ پھر آپ دیکھینگے کہ دنیا بجائے لہن اور طراسکی دھیرہ

۳ کے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیوں کو پیش نظر رکھ کر درس حیات یاد کرنا شروع کرے گی۔ یہ شیعہ قوم ہی ہے جو مسلمان سوراؤں اور حریت کے علم ہزاروں کے سوا خ حیات کو پردہ اغواق میں رکھ کر دنیا کوتاہی اور مصیبت میں مبتلا رکھنا چاہتی ہے۔ فقط

یونینسٹ پارٹی کی طرف سے شریعت بل کی مخالفت

پیر غلام محی الدین لال بادشاہ صاحب ایم۔ ایل۔ اے کا بیان

لیکن انہیں تصویر کا ایک ہی پہلو نظر آتا ہے۔ اگر ان کی جائیداد دوسری جگہ جائیگی۔ تو ان کے گھر بھی دوسری جگہ سے جائیداد آئے گی۔

ان حالات میں جبکہ جینر پر بھی قانونی پابندیاں عائد کی جانے والی ہیں۔ ایسے شرعی قوانین کا اجرا نہایت لازمی ہے وہ لوگ جو جینر کی شکل میں کوئی چیز دینے پر مجبور ہوتے تھے۔ اب ان کے لئے بھی بہانہ بن گیا۔ وہ اس پابندی سے بھی جو انہیں سما کر رہی تھی آزاد ہو رہے ہیں۔

دوسرا یہاں اس بل کی مخالفت کا باجی ریشہ لطیف صاحبہ کی طرف سے بل پیش کرنے کا کیا گیا ہے باجی صاحبہ کی خدمات جو عامۃ الناس یا اپنے لئے زبان طبقہ کے لئے کر رہی ہیں اظہر من الشمس ہیں وہ کسی رسمی تعریف اور طائر داری کی محتاج نہیں۔ یہ تو سر ایک کو علم تھا۔ کہ یہ بل اصلی باجی کی کامیابی کے لئے اور انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے اگر یہی خیال تھا تو اس سے پہلے سیشن میں باجی صاحبہ کے اس قسم کے بل کا کیا حشر ہوا۔ اب بھی دور نہیں کہ باجی صاحبہ کے اس بل کو کسی آئے والے غیر سرکاری دن پھر پیش ہونے کا موقع دیا جائے۔

پنجاب کو اگر دعویٰ ہے کہ وہ دوسرے صوبوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ تو اس معاملہ میں دوسرے صوبوں اور اسلامی ریاستوں یا مختلف آزاد قبائل سے بھی چچھے کیوں رہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ممبر مسلم لیگ کے ممبر ہوتے ہوئے ایسے اہم خدائی حکم کے خلاف کیوں کمر باندھ کھڑے ہوں۔

(پر تپ ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء)

لاہور ۲۹ اکتوبر۔ مسٹر گایا کے شریعت بل کے متعلق یونینسٹ پارٹی کے رویہ کے سلسلے میں پیر لال بادشاہ صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے حسب ذیل بیان دیا ہے۔

یونینسٹ پارٹی کی طرف سے شریعت بل کی مخالفت کرنے کے بعد اپنی صفائی میں کوئی بیان بھی دینا عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

ایک انتقال اراضی کا بہانہ بھی عذر گناہ ہے اگر ان کے خیال کے مطابق یہ کوئی خامی تھی بھی۔ تو اس کو پورا کرنے کیلئے کئی ایک کامیاب اور موثر طریقہ کار تھے اور اگر اس کے لئے کوئی قانونی حفاظت نہ بھی ہو تب بھی مشاہدہ اور عمل سے ثابت ہے کہ یہ مومن خطہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا

یہ خطہ اس وقت تھا جب زمیندار اپنی اڑکیوں کی سنا دیاں غیر زمینداروں سے کراتے اور ان کی جائیداد غیر زمینداروں کی اولاد کے پاس منتقل ہوتی لیکن کوئی موثر مثال ایسی نہیں پیش کی جاسکتی جس سے ثابت ہو کہ کسی شادی کی وجہ سے کوئی جائیداد غیر عزت پرست منتقل ہو گئی ہو۔

دوسرا قانونی پہلو۔ اس کے واسطے بھی موزوں حل یہ تھا کہ اس بل کو بالکل ہی مسترد کر دینے کی بجائے پیش ہونے دیا جانا اور برائے رائے عامہ بھی مسترد کیا جانا یا ایک منتخب کمیٹی کے حوالے بھی کیا جاسکتا تھا جو اس کے متعلق مختلف خیالات اور قانونی خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے مکمل شکل میں پیش کرتی۔ اور جس قانون کی حفاظت را ایکٹ انتقال اراضی اس بل سے پیشتر کرنی مقصود تھی وہ اس بل کے ساتھ ہو جاتی۔

اس میں شک نہیں کہ یونینسٹ پارٹی کے بعض ارکان کو یہ بل ناگوار ہو گا اور ہے۔ جس طرح آئینیل وزیر اعظم اپنے بیان میں بھی ذکر فرما چکے ہیں۔ اور بعض ارکان نے مجھ سے تبادلہ خیالات کیا ہے

خاکساروں کا زنجی ہونا بیان کیا گیا ہے ہم جیران ہیں کہ بشیر احمد صدیقی سالار خاکساران مند کے بیان کو درست قرار دیں۔ یہ مشرقی صاحب کے بیان کو صحیح سمجھیں سالار صاحب فرماتے ہیں کہ خاکسار اپنی جدوجہد میں کسی پر یا تھ نہیں اٹھاتے اور پر اس رہتے ہیں۔ مگر مشرقی صاحب فرماتے ہیں کہ خاکساروں نے پولیس کے سپاہیوں کو دریا میں پھینک دیا اور حکومت کو معلوم ہو گیا کہ خاکسار تحریک فرضی نہیں۔ اور اس سے فکر اور خطرناک ہے۔ بہر حال مشرقی صاحب کے بیان کی مطابقت خاکساروں کے تشدد سے کام لے رہے ہیں۔ احرار اور دوسری جماعتوں کے رہنما کا رسول نافرمانی کے دوران میں عدم تشدد پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ عدم تشدد کا جواب تہ سے اور تشدد کا جواب گولی یا لٹھی چارج سے دیا جانا لازمی امر ہے مشرقی صاحب۔ خاکساروں کے تشددانہ طرز عمل کو جائز قرار دیتے ہوئے پولیس کے تشدد پر اعتراض کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے۔ کیا مشرقی صاحب یہ چاہتے ہیں کہ خاکساروں کے سبھوں سے پولیس اور پبلک کے سرو سینہ زخمی ہوتے ہیں۔ مگر پولیس عدم تشدد پر عمل پیرا ہو کر کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ کرے، بلکہ شہر اور لکھنؤ میں پولیس کے مظالم بیان کرتے ہوئے خاکساروں کو بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہیے لکھنؤ میں سینوں پر یورش کر کے ان کو بدرح صحابہ کے حق سے بزور بازو رکھنے کے لئے خاکساروں کے دستے بھیجتے وقت مشرقی صاحب کو یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ کوئی گورنمنٹ اس طرح اپنی ملکیت میں امن شکنی کی اجازت نہیں دے سکتی لہذا حکومت کے قانون کے ساتھ ٹھکر او پیڈ منا لازمی امر تھا۔ اور تشدد کے جواب میں پولیس کو بھی تشدد سے کام لینا پڑا مگر اب مشرقی صاحب خاکساروں کی مطلوبیت کا رونا کر کے مسلمانوں کی رائے عامہ کو اپنے ساتھ لانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو باور دینا چاہیے کہ مشرقی صاحب کی لکھنؤ پر یورش دراصل سنی مسلمانوں کے خلاف تھی۔ اور لکھنؤ کے سنیوں کا جان و مال خطرہ میں تھا حکومت نے جو کچھ کیا امن و آئین کے قیام کیلئے کیا ممکن ہے کہ حکومت کے بعض افراد نے اس موقع پر ضرورت سے زیادہ تشدد کا استعمال کیا ہو۔ مثلاً بلڈ شہر کے حادثہ کے متعلق ہم بھی گذشتہ اشاعت میں اپنے رنج و افسوس کا اظہار کر چکے ہیں مگر جس قریب و ملمع سازی سے اس واقعہ کو اہم طائر کیا جا رہا ہے۔ اور خاکساری جراثیم طرح خاکسار مقتولین کی شہادت کا ماتم کیا ہو مسلمانوں کے لئے باعث عبرت ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت جواب طلب امور کے لئے واپسی کارڈ یا گٹ کا ارسال کرنا ضروری ہے

منیجر

فوج محمدی

بوجہ کثرت مضامین اس اشاعت میں فوج محمدی کی اطلاعات درج نہیں ہو سکیں ۲۷ رمضان المبارک کو بھیرہ میں فوج محمدی کا شاندار جلس نکالا گیا۔ دیگر مقامات سے بھی سرگرمیوں کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ راولپنڈی کیمپ کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸ شوال ۱۴۴۱ھ پر مقرر ہیں جو عین تیار ہیں۔ مقررہ تاریخ سے پہلے مجاہدین کے دستے راولپنڈی روانہ ہو جائیں گے (ناظم ادارہ)

برق آسمانی

جس میں میرزا آقے قادیان کی اپنی فلم سے اس کے سوانح و عقائد عبادات معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں لفظ الدین اور میرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے میرزاؤں کا ناطقہ بند کر دیا ہے رعایا قیمتی منیجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ملے کا پتہ

کروں۔ اسی طرح جلد سے سیاسی لیڈر مسلم قومیت کی جدید تشکیل کے لئے سب سے زیادہ ضرورت کے اصولوں پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ چاہئے کہ اسلام کا داعی اس قدر وسیع ہو جائے کہ کفر بھی اس میں سما سکے۔ مگر یہ یاد رہے کہ محد حاضر میں "ایک نواور نیک بنو" کا نعرہ لگانے والے قرآنی تعلیمات کے خلاف چل رہے ہیں۔ یہ نعرہ لگانا قرآن کے ارشاد کے خلاف ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْوَالِدَ وَالْوَالِدَاتِ
اللَّهُ حَقُّ تَقَاتِهِ وَلَا تَقْوَمُ شَيْءٌ حَبِيبُ اس سے ڈرنے کا حق ہے
الْأَبَاءُ وَالْأُمَّهَاتُ مُسْلِمُونَ وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
اللہ کی رسی مضبوط تھام لو
چ ۲ رکوع ۲

قرآن مجید میں اتقوا۔ اسلام اعتصام بحبل اللہ کے بعد
لا تفرقوا کا حکم ہوتا ہے گویا قرآن میں ایک نکتے کے لئے
نیک بننا ضروری ہے نیک بننا مقدم ہے۔ ابتدا "ایک
نواور نیک بنو" کے بجائے قرآن مجید میں "نیک بن کر نیک
بنو کا ارشاد ہوتا ہے۔ ایک بننے سے پہلے نیک بننا لیجئے
متقی ہونا مسلم ہونا اور احکام شریعت کا پابند ہو جانا ضروری ہے
لہذا ہر وہ اتحاد جو ان معانی کے خلاف ہو گا وہ ہمارے مضامین
کا حل نہیں ہو سکتا۔ ہر فرقہ کے ساتھ ہمارا اتحاد انہی شرائط پر ہو
سکتا ہے جن کے ذریعہ ملائکہ کتاب و سنت کے واسطے سے
نیچھوئے۔

فرقہ بندی
اسلام میں فرقے کیوں پیدا ہوئے؟ مسلمان
فرقہ بندی کی مرض میں کیسے مبتلا ہوئے؟
فرقہ بندی کی ذمہ داری کس گروہ پر عائد ہوتی
ہے۔ ان سوالات کے جواب کے لئے سیزدہ صد سالہ اسلامی
تاریخ کی ورق گردانی ضروری ہے قلمک اایام خدا و اہل
دین الناس کے مطابق تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے

تنام فرقوں کے بانیوں کے سوانح حیات کے مطالعہ سے یہ
امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سب ایک ہی لاکھ عمل
پر کاربند تھے سب نے جہل و تلمیس کا فن ایک دوسرے سے
سیکھا۔ سب نے اپنے زمانہ میں امت مسلمہ کے رجحانات سے
فائدہ حاصل کیا۔ قوم کی نبض پر ہاتھ رکھ کر قوم کی وقتی ضرورتوں کو
پورا کرنے کے لئے اپنا لاکھ عمل مرتب کیا۔ اور اس طرح اپنی تحریک
میں کشش و جاذبیت پیدا کی۔ ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھنے والے
جیت لیتے۔ انہی شخصوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا علماء کرام
نے ہر زمانہ میں ایسے فتنہ پرور اشخاص کی پیروی سے مسلمانوں کو
روکا۔ ان کے جہل و تلمیس کا راز آشکار کیا۔ مگر علماء کرام کی
ان مساعی کو باغیان فتن نے فرقہ پر داری قرار دیا۔ بھوک کی حالت
میں مرنے کو شکاری کا حال نظر نہیں آتا۔ اور وہ دنہ کی طلب میں

ہے اختیار ہو کر جلال کی طرف ڈرتا ہے۔ ایسی حالت میں تاریخ
مشتقی اسے اپنا دشمن معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر نئے فرقہ
کے داعیوں نے بھی خوشامداری کے پردہ میں اپنی قیادت کا دام
توزیر بھیل کر علماء کرام کو سب و شتم کا نشانہ بنایا۔ فرقہ بنانے
والوں نے فرقہ بندی سے متعلق کرنے والوں کو افتراق کا ذمہ دار
قرار دیا۔ کہا گیا کہ علماء ہر اسلامی تحریک کے دشمن ہوتے ہیں ہر
مصلح و داعی کو برا کہنے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس تکفیر کی مشین
گن کے سوا اور کچھ ہی کیا ہے۔ یہ طلاق و مولوی کسی کی ترقی نہیں
نہیں کرتے۔ مولوی چاہتے ہیں کہ دین کے واحد جادہ دار بنے
ہیں۔ یہی طرح کی آدائیں ہر زمانہ میں علماء کے خلاف طبع
ہوتی ہیں۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں کئی سرائے علماء کے جذبہ
اعلاء کلمہ الحق پر غالب نہ آسکا۔ علماء کی قربانیاں رنگ لائیں

آج دنیا میں اہل سنت و اجماعت کی عظیم الشان اکثریت ابھی
علماء کے اختیار کا نتیجہ ہے۔ علماء کرام نے ہمیشہ مسلمانوں کو
فرقہ بندی سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ ہر نئے فرقہ کے داعی
سے جنگ کی۔ اسی طرح آج بھی علماء کرام ہر نئے فرقہ کے
داعی سے جنگ کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ علماء کی ان
مساعی کو اتحاد پسندی کے بجائے افتراق سے تعبیر کیا جاتا رہا اور
ان کے وجود کو ملت کے بقا کے لئے خطرناک بتلایا گیا۔ پہلے
سادہ لوح سیاست زدہ اشخاص معمولی سیاسی اختلاف پر ایک
دوسرے کو ٹوڑی۔ خدار اور ملت فروش کے القاب عطا کر کے
سے دین نہیں کرتے۔ ان کے سیاسی اختلافات اور سیاسی
فرقہ بندی نے مسلمانوں کو خٹلائے آلام بنا رکھا ہے۔ مگر یہی فتنوں
کے خلاف عہد وجد کرنا گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اور مذہب اسلام
کے قطعی احکام میں ترمیم و تفسیح کرنے والوں اور اسلامی تعلیمات
کے خلاف لغوات کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کیلئے علماء کرام
اپنے آپ کو حیدر ان عمل میں تنہا پائے ہیں۔ ایسے موقع پر
اگر ہمارے سیاسی زعماء غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرتے تو کسی حد
تک قابل برداشت ہوتا۔ مگر افسوس ہے کہ سیاسی لیڈروں نے
ہمیشہ مذہب میں فرقہ بندی پیدا کرنے والوں کی حمایت کی۔ نئے
فرقہ کے داعیوں کے ناپاک مقاصد کو سراہا۔ اور علماء کی طرف سے
مخالفت کو فتنہ قرار دیا۔ علماء کرام کو تنگ نظر مفند اور
کارگر مگر عجمی کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ یاد رہے کہ ہر زمانہ میں فرقہ
بنانے والوں نے موقع شناسی سے کام لے کر ہم قومی ضروریات
کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے ایسے اصول وضع کئے تھے جو عوام
سے لئے جذب کشش کا باعث بنتے رہے۔ فقیر لفظی نے

قائلان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے انتقام لینے کا اعلان کیا
ہزارہ مسلمان اس نیک مقصد کے حصول کیلئے اسکی عسکری
تنظیم میں شامل ہوئے۔ بالآخر اس عسکری تنظیم کے بل پر اس کے
نہت کا دعویٰ کر دیا جس نے ابن صلب نے علماء و مشائخ کے جہود

و قوت کو توڑنے کے لئے عسکری تنظیم کی دعوت دی اور امیر کی
مطلق و غیر مشروط اطاعت کو اس کی نجات کے لئے
ضروری قرار دیا۔ یہی اطاعت امیر کا جذبہ بالآخر فتنہ بالیہ کی
صورت میں ظاہر ہوا۔ اور بن صلاب نے نہایت چالاکانہ
کام لیکر باطنیوں، فداویوں اور داعیوں کی جماعتیں تیار کر کے
عالم اسلام کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ اقبال مرحوم نے ہی
کے متعلق کہا ہے

ساحر الموط نے تجھ کو دیا برگ حبش
اور اے نادان اسے سمجھا ہے نوشاخ نبت

الموط کے قتل پر تسلط حاصل کر کے ہونگ پینے والے
یعنی حشاشین کا گروہ تیار کر کے ابن صلاب کی ذریت نے مشائخ
و علماء اور اسلامی سلاطین کے قتل کا سلسلہ سالہا سال تک
جاری رکھا۔ میرزائے قادیان نے بھی تبلیغ اسلام کے نام سے
ملک میں افتراء حاصل کر کے اپنی مسیحیت و نبوت کے دعویٰ
کے لئے میدان تیار کیا۔ اسی طرح آج مشرقی بھی اپنے پیش رو
ملحدین کے نقش قدم پر چل کر ایک ایسی خطرناک جماعت تیار
کر رہے جو آگے چل کر ملک و ملت اور مذہب اسلام کیلئے
بتاہ کن نابت ہو سکتی ہے۔ جو لوگ جب و راست کی منزلوں
میں مذہب کو بھول جاتے ہیں جنہیں خاک ساروں کی عسکری تنظیم
صرف اسلئے پسند ہے کہ ان کی دردی ایک جیسی ہے۔ پر یہ
خوب کرتے ہیں۔ خدمت خلق کا جذبہ ان میں موجود ہے۔ وہ فتنیں
نکول کر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں۔ اور غور کریں کہ اسلام کی
تباہی کا کہیں یہ نیا سامان نہ ہو۔ ابن صلاب اور لفظی کی رجس کسی
نئے وجود میں جلوہ گر نہوں۔ اور یہی عسکری نظام آگے چل کر مسلمانوں
کی مذہبی و سیاسی موت کا باعث بنے۔

کشف التلمیس
مولف مولانا سید ولایت حسین شاہ
صاحب دیوبند۔ یہ کتاب شیخوں
کے مشہور رسالہ نور ایمان کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخوں کا یہ
رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا سنی نوجوانوں کی گمراہی
کا باعث بن چکا ہے۔ شیخ روسا کی طرف سے سینوں میں فتنہ
نظیم ہوتا رہا ہے۔ شیخوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و قلبی
دلائل سے جذبہ پیر میں بلینے والی کتاب میں موجود ہے
شیخوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دے گئے
ہیں۔ حقیقت حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم، حصہ چار
طلب کرنے پر قیمت ۱۲

جواب طلب امور کیلئے واپس ملے
آنا چاہئے۔
(منیجر)

صاحب مجاہدین کے باغیوں میں ہے۔ مگر کسی عالم و جابر کو کشتہ

ریاست بہاولپور میں سنی و شیعہ فوجداری متفقہ

شہر بہاولپور میں شیعوں اور سنیوں کا ایک فوجداری مقدمہ عدالت
جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میں چل رہا ہے جسکی تفصیل یہ ہے
کہ اہل السنۃ والجماعہ کی مرکزی انجمن حزب اللہ بہاولپور نے
ایک ٹریکٹ موسومہ پیام محمد شائع کیا تھا جس میں مسلمانوں
کو توجہ دلائی گئی تھی کہ ایام عاشورہ میں رونے پیٹنے، تعزیر
و دلدل مندی وغیرہ نکالنے کے مراسم کی بجائے عبادت و
حسنات سے حضرت امام حسین و شہدائے کربلا کی یادگار منانی
چاہئے۔ حضرت سنیہ میں سے ایک شخص سید حسن علی شاہ
ساکن بہاولپور نے انجمن کے خلاف اشتعالہ فوجداری پر
دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند دائر کر دیا۔ اس ٹریکٹ سے شیعوں کی
توبین مذہب ہوئی ہے۔ شیعوں کے استغاثہ کی تائید کیلئے مرزا
احمد علی امرتسری ثم لاہوری کو طلب کیا گیا۔ ملازمان نے علمائے
اہل السنۃ میں سے حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب
ریش پور میں شائع ہونے والے اور مولانا عبدالغفور صاحب مناظر ملتانی کو
مقدمہ کی پیروی کے لئے بلایا۔ اور علامہ مولانا محمد رحمت اللہ
صاحب ارشد پورہ سے وہاں موجود تھے۔ متغیث کامیان
پہلے ہو چکا تھا۔ مرزا احمد علی گواہ استغاثہ کی شہادت ۲۳ اکتوبر
۱۹۳۹ء کو ہوئی اور ملازمان کی طرف سے گواہ مذکور پر اسی روز
جرح شروع ہو گئی اور ۱۹ اکتوبر تک چار روز ہوئی رہی۔ سوالات
جرح فاضل نہیں نے تیار کئے جن کو علامہ ارشد صاحب نے
احسن طریق پر نہایت قابلیت سے ادا کیا۔ جرح نہایت روبرو
کھنٹی۔ سوال کا جواب دیتے وقت گواہ کے چہرہ سے یقین تبصیر
و جوش و قدود و جوش کا نقشہ نمودار ہوتا تھا۔ گواہ مذکور کا
بیان جب شروع ہو کر منظر عام پر آئے گا۔ تو شیعہ مذہب کی اصلیت
اور مرزا احمد علی کی صداقت و قابلیت کا پورا انکشاف ہو جائے گا
مقدمہ کے متعلق سروسٹ بیان گواہ پر کوئی رائے زنی نہیں کی جاسکتی
البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب دوران جرح میں مرزا احمد علی کے سامنے
ان کی مشہور مصنفہ کتاب الانصاف فی الاختلاف پیش کی گئی تو
انہوں نے کتاب مذکور کو اپنی تصنیف تسلیم کرنے سے انکار کرتے
ہوئے یہ لکھ دیا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ میری تصنیف ہے
یا نہیں۔ باوجودیکہ کتاب کے سرورق پر ان کا نام بطور مصنف
ابوالصفا مرزا احمد علی امرتسری ساکن لاہور صاف درج ہے اور
وہ میرے منہ پر نہایت سید علی الحائری کی تقریظ بھی لکھی ہوئی
ہے جس میں مصنف کتاب کا نام لکھ کر تعریف کی ہے پھر بھی
اپنی تصنیف ماننے سے گریز کیا ہے اس کتاب کے صفحہ

پر لکھا ہے کہ قرآن موجود محرف اور ناقابل اعتبار ہے اسکی
ترتیب درست نہیں۔ اس میں حرفی بخوبی غلطیاں ہیں۔ اور
متروک عربی محاورات درج ہیں۔ اور ایسی کتاب قرآن تو
مصنف الانصاف بھی بنا سکتا ہے وغیرہ چونکہ اس
عبارت سے شیعہ مذہب کے عدم ایمان بالقرآن کا مزج
ثبوت ملتا تھا۔ اس لئے مرزا احمد علی نے اپنی صداقت کو خاک
میں ملا کر اپنی تصنیف سے ہی انکار کر دیا۔ شیعوں کی مشہور و
مستند کتاب مجالس المؤمنین مصنف علامہ نور اللہ شوشتری
کسی حوالہ کیلئے پیش کی گئی۔ تو صاف کہ دیا۔ کہ میں مجالس المؤمنین
کو جاننا ہی نہیں۔ اور ہی نور اللہ شوشتری کے نام سے واقف
ہوں۔ علاوہ اس کے اصول و فروع جو شیعوں کی مستند حدیث کی
کتاب ہے جس کے سرورق اور آخری ورق پر حضرت امام
مہدی علیہ السلام کی تصدیق درج ہے اور یہ لکھا ہے کہ حضرت
امام موعود نے بعد ملاحظہ کتاب یہ فرمایا ہذا اکاذب لشیعہ کنا
جب گواہ مذکور کے سامنے اسی کی روایات پیش کی گئیں جنہیں
روایتی اور جرح و فزع وغیرہ مراسم عزا داری کی ممانعت پائی
جاتی ہے تو گواہ نے کہ دیا۔ کہ یہ کتاب ہمارے صحاح الراجحہ میں
نہیں ہے اور نہ ہی اسکی تمام روایات قابل اعتبار ہیں نیز گواہ نے
ہیت فلیضح کو اقلید و لیکو اکتیو سے ماتم مرحومہ
کے جواز پر استدلال کیا۔ تو اس پر یہ جرح کی گئی کہ یہ آیت منی لفتیر
کے حق میں ہے جبہر سیاق و سباق قرآن صحیح دلالت کرتا ہے
تو اس کا جواب یہ دیا۔ کہ یہ منافقین کے حق میں نہیں اس جواب سے
مرزا جی کی جمالت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح اوکئی آیات قرآنی
کے غلط معنی بیان کر کے حق و صداقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام
کوشش کی۔ علاوہ ازیں جرح میں جب فروع کافی سے عبارت
فیضح لاهل الملیت مانتا ثلثۃ ایامہ پیش کی گئی تو میرزا جی نے
یضح کا ترجمہ رکھا جائے کیا اور پہلے یضح کو یضح
الفتح البیاء والصاد المعجہ پڑھا جب اس پر گواہ کا گنا تو پھر
یضح رضہ البیاء و فتح الصاد المعجہ بطور صیغہ مجہول پڑھا۔ اور
کئی بار زبان سے دہرایا۔ ان کو کیا معلوم کہ مضارع مجہول کا صیغہ
یضح نہیں آسکتا بلکہ یضح ہوتا ہے۔ کیا اسی عربی قابلیت
پر ملازم ہو کر قرآن پاک صیغہ یضح و یضح معجز کتاب کی حرفی
سخی غلطیاں نکالنے کی جدت کی ہے۔
گر جمیں مذہب و ہمیں مرزا
کار شیعیان تمام خواہ شد
(نامہ نگار)

مولانا طور احمد صاحب گوی کی ایک
محکومہ اگر تفرج جس نے خاک دہی
حلقوں میں چل پید کر دی اور جس کا جواب آجکے کسادوں کی طرف سے
شائع نہیں ہوا۔ قیمت ایک پیسہ شمس السلام بھیرہ بچہ

بقیہ صفحہ پتھر رہتے ہیں۔
نوشترہ کلال مولانا رحمان صاحب اور خان صاحب میر
رحمن خان صاحب نے مشرقی سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیا
ہے۔ اور بھرے مجمع میں "فاکسایت" پر تین حرف بھیجے۔ الفلاح
راولپنڈی جناب عبدالرحیم صاحب سابق سالار اتحاد ملت
فلاح و ایم عبداللطیف صاحب سابق پرائیڈ سیکرٹری اتحاد ملت
کی طرف سے الفلاح لپٹا ورہ ۲۹ اکتوبر میں اعلان شائع ہوا
ہے کہ مولانا ظفر علی خان صاحب کا فاکساروں کی حمایت کرنا شہری
اور روپائی مصلحتوں سے خالی نہیں۔ اور ہمارا ان پر کسی قسم کا اعتماد
ہمیں رہا۔ اس لئے اتحاد ملت کے وجود کو حلی راولپنڈی بھر سے
ختم کیا جاتا ہے۔ اور راولپنڈی شہر اور اسکے گرد و نواح جو پٹر
پنج صدر کوہ مری کوئلہ وغیرہ نے اپنا ارتباط ادارہ عالیہ محکمہ سکریہ
سے اسکے صحیح العقائد اور فاضل مذہبی جماعت ہونے کی وجہ سے
پیدا کر لیا ہے۔
سرورق (یونی) جناب طاهر الدین صاحب لیوٹر نیٹر سر رائے
شوک سرورق جماعت فاکساران میں شامل ہو گئے تھے علماء کرام
کے فتاوے کے مطالعہ اور خاکاروں کے غیر اسلامی طرز عمل مثلاً
نماز و روزہ سے بیزاری ملاحظہ کرنے پر انہوں نے تحریک سے
علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔ اور اپنا استغاثہ سالار خاکاران
کے پاس بھیج دئے ہیں۔ (آزاد ۲۹ نومبر)

ضروری گذارش

جن اصحاب کے نمبر خریداری ذیل ہیں درج میں ان کی مدت خریداری
ختم ہو چکی ہے۔ ایسے حضرات براہ کرم چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال
فرمائیں۔ ۲۳۶ - ۱۵۵۸ - ۱۵۵۹ - ۱۵۶۲ - ۱۵۶۳ - ۱۱۳۹
۶۴۲ - ۵۲۳ -
(نوٹ) جن حضرات نے چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنے کا وعدہ
فرمایا تھا ان کی خدمت میں جریدہ باقاعدہ روانہ کیا جارہا ہے ایسے
حضرات کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ چندہ جلد بذریعہ
منی آرڈر ارسال فرما کر کمزور نمبر فرمائیں۔
علامہ حسین منیر شمس السلام بھیرہ۔